خزینۃ الخیال

از

سید مہدی حسین باقر

بعون خالق انس و جان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی



بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھید

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش مطبوع گردید



غزل ۱	ردیف الف	شعر ۵۰

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سنا ہے یہ کن ستین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرف دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے نہ نشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

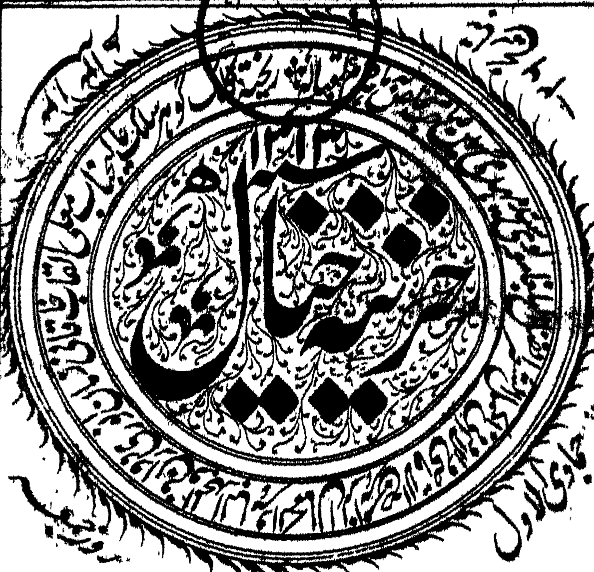
نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

بعون خالق انس و جان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران [illegible] المثال مسمی باسم تاریخی



بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھید ن صاحب

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش مطبوع گردید

نہین سویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے جرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہے ذرہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہے رخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کمین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان ہے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

کیا مسافر نے رخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین ازبسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون مثل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

فشار جو تہا ترے حزین کا گنہ وہ تہا قبر کے مکین کا ٭ سنا جو ہو جوش بحر جبین کا عرق ہے پیشانی زمین کا

رہی نہ اک گھر جہان مین سالم عرق سے ہے گرمیِ جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھ پہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبانِ محشر ہون شرمِ عصیان سے ہمانِ محشر

پلٹ گئے تشنگانِ محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے اگر ہاتھ مین قلم بھی

مگر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو الجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہلِ دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منھ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھون کہ اسکا کیا ہے
یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے مستونکی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی
وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جام آتشین کا

بنا ہو کیون نہ سوزِ غم سے سراپا زمین پہ ہے دھوپ تن کا سایا
لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پنبہ ہے داغ آتشین کا

نہین ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن
اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہم داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے بادل نہین حبابون مین موج کو کل
کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی مین وائی قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اوٹھین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے لگن کیون نہ آستین کا

نہ میرے آئینے کیون ہو مجل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے یکتا یہ دل تو ہو لے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہمنشین کا

مگر نہ تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھوتا تو اوسکو پاتا

ہزار پھرتا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان پیر پیسہ ہم ہمین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر پانے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

ہے ہیچ تجھسے تیرے دلجلون کے کہ جنسے چھوٹے ہین دل بلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی حشم ہین جسم بھرین نہ زورونکا انپر کیون دم

مروڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست وقلم پہ تکیہ وہ ان کو کافی ہے بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دو نون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے عمر دن کا تجھکو اوٹھنا تو بیٹھنا بھی تو ہو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اوٹھائے ہین سرپہ بارِ عالم

نگیون تو اضع سے ہون مکرم نشان ہے پشت پر نگین کا

کسی نہ نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہو باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل وتا ہے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

جڑھانا ہمین نام و نشان گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرا جہان مین کر کسرِ نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور ہیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملے و ھین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تہی جہان مین نامی حبیب کی تھی خاطر مدامے

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہہ نلے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم او لٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوزِ غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑکے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

لکھو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی پستی نبائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھہ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے

نمازِ میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلبِ دشمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال سے جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہو لے غزالِ صحرا بھی جسکو رولے

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ آگے ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گل بازیون سے آخر

ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا

یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لُٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش

بنا ہے گردش سے دو دو آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محل خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شب وصال سا بھی تیز باد پا نہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا
فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا
ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سی فروغ دل یگانہ ہوا
کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا
یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا
قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے اے وصل
کہ جلوہ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

برنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال
ہوا جدھر کی چلی وسطرف روانہ ہوا

دیئے جو سو تو عوض مین ملی ہزار مجھے
ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا
غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹ گئے تھے صید مین پھر تازہ اسیر
ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

سپاک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل
نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو | کہ دامنِ گلِ تر جس پہ شامیانہ ہوا

جنوں ہی ہے حسن میں حبشی کہ جس کا نقش قدم | مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو | قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونوں سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا | مزاجِ یار بھی نیرنگیٔ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبلِ پیچان | کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر دلِ چاک | کہ جس پہ زخم کی دامن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیاں سے بارِ گل چنیں صیاد | خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار میں دم | نفس کا تار بھی کیا صرفِ آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہیں نکل گئیں دل سے | تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر پٹک دیا سب نے | میں بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہاں میں حال ہے بس اونکا قابلِ گریہ | جنھیں جز اشک میسّر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جب اوٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھپایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانۂ حباب ہوے غمگین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین دوانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشئۂ می مین
یہہ دور جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی ایے صیاد
تباہ ہم ہوے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف روانہ ہوا

بغیر سو کی کشش کے ہوئی شکلِ معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہو گا ہمصفیرو کیا
قفس چمن سے مرا صبحدم روانہ ہوا

مثال ساغرِ می ہین دنی بھی ای مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہِ دیدۂ کم بین پیر ہی وہ سمند | کہ جسکو جنبشِ مژگان کا تازیانہ ہوا

مثالِ سیل نکلکر بیخودی مین کبھی | جدہر کو پاؤن بڑھا اوسطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین اے صیاد | ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودھر مین بھی پھر اڑ کر | جدھر کو سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

روا روی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین | قدم تھمی تھے کہ جسم سی سر روانہ ہوا

جزائی خیر دہی حق عنکبوتِ ہر قد کو | بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرتِ قارون کے بخل کا انجام | کہ نقدِ ذات تلک داخلِ خزانہ ہوا

اوٹھین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکسِ لیلی تری نظرون کے مقابل آیا | قیس آنکھون مین بٹھا صاحبِ محمل آیا

لے وہ پیکان سرِ ناوکِ قاتل آیا | پیشوائیکو بڑہہ اے آہ مرادل آیا

سمجھی لیلیٰ کہ کسیکا شرر دل آیا | کوئی جگنو جو تڑپکر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا | کوئی تارا بھی جو ٹوٹا تو سوئے محمل آیا

جا کے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا | قیس چنتا ہوا تنکے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے اے دل آیا | پاؤن غیرون کے بڑھی مین سر منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچہ قاتل آیا | دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انھین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا | راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے | آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائے بیدردی مردم کہ زبان اوسکو کہا | آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا | سایہ کترا کے پس پردہ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتلین | تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

[illegible] گئے تھے کچھ اور ادا ہین کچھ اور | اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تارِ نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منہ کو ہر سانس میں سینے سے مرا دل آیا

موجِ دریائے محبت نے دکھایا دھکا
دست و پا مار کے جب میں لبِ ساحل آیا

جانے والو سفرِ قبر کی سختی دیکھو
بار جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یوں مجنوں نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوئے محمل آیا

زندگی میں تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھ دئے قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اُف ری غیرت
مڑ کے ناقہ کا کبھی جب سوئے محمل آیا

وائے قسمت کہ وہاں محملِ غبار رہا
میرے پہلو میں نہ اکدن بھی مرا دل آیا

پردہ گھبرا ہوا منظور جہاں لیلیٰ کو
دامن گرد سرِ پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یونہیں دید سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو کچھ پاؤں کے نیچے تو نہیں مل ڈالا
آج روتا ترے کوچے سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی پس مرگ بھی مجھمین اے قبر
رہگئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سنا قافلۂ اشک بڑھا
زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گرنے لگی جھک کے لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب
درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دل لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر و ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہگیا ہاتھ ملکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہوگئی دل کو خبر سی چھچک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئی محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سی ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھونمین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ توا موجِ یم عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑکے دھارےمین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھوکر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تھہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۴	وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جبکہ یہ کہین جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا	شعر ۹

ہوس بغیر بس مرگ بھی قرار نتھا
جہان ہوتھی وہان کب مرا غبار نتھا

کمال جا سے کدورت مین آشکار نتھا
مین کب چراغِ تہِ دامن غبار نتھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا | زمین پر کسی پہلو تے مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغ قبلہ نما | تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین | مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور | سفیدہ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے برق کو نہین چین | بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھین | تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہرو وہ بول اوٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق گلرخان پیدا | کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس دہن کا ذہن سے ہمنے نشان پیدا | خدا کی شان ہے بندے ہوئے ہین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجکو | بسان شمع ہو مری ہر بن مو سے زبان پیدا

وہ شوخ خنجر جو اولٹے نقاب رخ جو گلشن مین | شکست رنگ گل سی ہو صدای الاماں پیدا

وہ بلبل ہمکو کہ لطف وصل گل ملا اسیری مین | کیا رنگین خیالی سی قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سی پوشیدہ رکھتا ہے | حجاب ظلمت تن مین ہوئے انوار جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے | ہوا تھا خاک نقش پا سی کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی | مگر تھا دور ساغر مین بھی دور آسمان پیدا

سفر بھی سالکان راہ حق کا اک عبادت ہے | مگر ہے کوس کی آواز سی بانگ اذان پیدا

وجود اپنا جہانمین کالعدم ہی ناتوانی سے | ہمارے خانہ تن مین ہی طور لا مکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے | کہ ہے گردن مین تار جیب سے طوق گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے | خدا کے گھر جسے ہمکو ہو عشق بتان پیدا

گلوں کے زیر پا جھ دل جلی کو دفن کرتے ہین | کریگی اب نہال شمع خاک بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہی اسکا | گلے سے اونکے ہین معنی الفاظ بیان پیدا

تمہاری چھپکے آئینکا جو پوچھون حال گلشن سے
زبان موج بوئی گل سی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق آگ آئینہ رکھو رگ پے مین
لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶

ازل سی دل مین ما سر عشق خال روئی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیغ سر مزار رہا

ہر ایک موئی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشہ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یوہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجکی کیا گذرے با وقار نہین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوئی جگر کا مری | مرا غبار رہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تمسے | مجھے تمہارا تمہین اوسکا انتظار رہا

یہ منفعل مین گناہون سے تھا دم گریہ | کہ تر عرق مین مرے آنسوون کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے | ہر اک کے ہاتھ سے گل کی طرح فشار رہا

کدورتون کو ترقی ہے کیون دم گریہ | بلند بارش باران مین کب غبار رہا

بقا کو سلسلۂ زندگی نکیون سمجھون | نظر مین رشتۂ جان آنسوون کا تار رہا

ہر ایک فصل مین داغ الم رہے تازہ | مرے چمن مین سدا موسم بہار رہا

مین گر گیا یہ ندامت ہوئی عزیزون سے | مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسم نزار | مین زیر آبلۂ چرخ مثل خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم | لحد مین بھی نہ مین بے ہم آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقتین اک مجھی کو ترا | ہر ایک روزن در چشم انتظار رہا

کی آس ہو نہ اب مجھے زمانے مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حال کدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ دُرِ غلطان نکلا
دل کی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہے جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

سفلون مین نہین عالی گہرون کی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی
دودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر میں شہیدوں کے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تری چشم نے اک پل میں مریضوں کو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسی دوران نکلا

جو ہے بیتاب اوسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے میں عریان نکلا

سیکڑوں قتل امیدیں ہوئیں لاکھوں ارمان
میرا ویرانہ دل گنج شہیدان نکلا

فرقت یار میں دل سینہ سے منھ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سرو خرامان نکلا

تن لاغر میں ہوے داغ نمایاں کیا کیا
خار سے پھول تو پھولوں سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہیں ہمجنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمت حق کے بیان میں نہ کھلی ایک زبان
پیر کیا کیا نہ یہان کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا میں مر کے ملا چین مجھے
ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤں الجھے رہے دامن سے طریق غم میں
ہاتھ طے کرکے رہ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہان تھا جو نہ مہمان نکلا

منزلِ دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلدِ کوچۂ جانان نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن کو لیکے چراغِ رخِ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلو نکلی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگِ گلستان نکلا

غزل

رخِ روشن نقاب اوسنے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضرِ رہِ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا
تیغ کو چادرِ جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعتِ صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگِ گل کو رہِ منزلِ عرفان دیکھا

بحرِ عالم مین نہ ملتے ہوئے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خطِ مہرِ سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہونیکی تھی فکر مجھی
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دل پر داغ یہ طرفہ ہے بہار
سرو تو گلستانکو خرامان دیکھا

یون تو ظاہر نہوا حال شکستہ میرا
آئنہ ہو گیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تن داغی کی بہا
صرف تصویر مین کب رنگ گلستان دیکھا

جانب وادی عرفان جو کبھی آ نکلے
صورت نقش قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشم قناعت سے جو کی
خاک کے ذرون سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یاد رُخ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظ قرآن دیکھا

چمن دہر مین جمعیت خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوزِ غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفتِ شمع ہون ان باتون پہ
تھے جو دلسوز او نھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوزِ غم دوری سے ترا قلب جلی
داغ سے سینۂ بلبل نے گلستان دیکھا

غزل ۸ | دوست جو چھپ گئے لے پھول چڑھا ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا | شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگِ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تن کے ایکدن چنوائیگا

شدت کاہیدگی سی ماہ نو بنجائیگا
قدِ پرخم مجھپہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برقِ تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامتِ موزون ترا دکھلائیگا
صحن گلشن مین صنوبر شرم سی گڑ جائیگا

ابکی دل وحشت مین وسعتِ لامکان پھیلائیگا
ہر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر رکھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دل جانباز رہیو باادب شمشیر پر
یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قاصد اگو نہین جنبش نہو
ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھوائیگا

میرے پرکارِ قدم سی نقطۂ خالِ سیاہ
دایرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پسِ دیوار سے
چشمِ روزن کیطرح آنکھو مین جالا چھائیگا

او چراغ حسن بے زغم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزم جہان مین مجھسے دھنوا ٹھیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابونکی طرح
بحرِ عالم مین جو سر ہو سی بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھجائیگا

قطعہ

جب دیار دل مین شاہ عشق کا ہوگا عمل
کچھ وزیر خاص درد ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی اوسی وہ حکم محکم فرما نروا
اہلِ کاران فغان و آہ تک پہنچائے گا

اودسے پہونچیگا جو نالے کی سنادی تک وہ حکم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین ذرا
دیکھلینا دار مژگان پہ کھنچا جائیگا

متہم منت کشی سے ضعف کر دیگا مجھے
قد پیرخم پاون پر سر ایکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہی تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سو وہ ہوگی دہر مین
زعفرانکو رنگ میرا ایکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا کل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پرآب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹	ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہی پر جان لے یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا	شعر ۱۹

نہین ہے یہ خط مشکین غبار یار سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شعلے ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہے کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کھلی کچھ حقیقت سُنکے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہین وہان یار سے پیدا

مریضِ حرصِ زر پائین نہ اس کس طرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوسمین قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہے جو اون دانتون سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے رخنے ہین روزنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھون مین کب آئے
ہوئے ہین لعلِ درجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئے ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہے چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرتِ دندان دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آب دُرِ شہوار سی پیدا

نشان ظلم خونخوار ونکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہی اتبک لب سوفار سے پیدا

خرام ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہی یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوز آتش غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دیکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطی تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگ گل ہون نالے غنچہ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخل تعریف جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محو در دندان دلبر ہو گیا
رشتہ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہو گیا

وقت گریہ آگیا جب وہی روشن کا خیال
دیدہ تر چشمہ خورشید محشر ہو گیا

وحشت دل سے جو آنکلا اسی میخانہ مین
محو دور چشم آہو دور ساغر ہو گیا

آبرو پر پھیر دین پانی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہوگیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہوگیا

یاد کی دست حنائی نے جو پونچھے میرے اشک
پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہوگیا

جام بھر بھر کر دئیے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہوگیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہوگیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہر جو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہوگیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میری صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہ نکلی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو میں نہ کیونکر دل پر داغ ہو شاد
کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوش زن چشم میں آنسو ہوں نہ کیوں آہوں سے
شور کس بحر میں تیری ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندوں کا
خوش ہیں پاپوشی نقش کف پا سے نہوا

مجھ پہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت
کم مرا دامن ترا ابر عطا سے نہوا

تو ہی ای شوق بتا ہے کوئی منزل جس میں
داخلہ پہلے مرا بانگ درا سے نہوا

کشتۂ راہ رضا ہو وفا زیست کی دیکھ
دم جدا مر کے بھی جسم شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکست دل نازک سے وہ ہوں
آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسن کامل کو زمانے میں نہیں حاجت زیب
دست مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیوں کی مجھے تکرار سخن کیا ہو گراں
قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے
ہاتھ آلودہ کبھی خون حنا سے نہوا

ضعف پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر
آشنا ہاتھ کبھی فرق عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوزِ الم آئین ہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا

کبھی سالم نہین سختی کا مرض ہے اوسکو
درد جس قلب مین آوازِ گدا سے نہوا

کثرتِ نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا سُرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشم مشتاق نے رُخ اونکا ادھر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ — شعر ۱۲

انہین باتون یہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دلِ آگاہ دعا سے نہوا

بڑھا ہے حُسن سے میرے عشق صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ گل گالون کا

کھلا نت مجھے کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا
رقیبونکا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو رازِ ہم وحشت خصالون کا
زبانِ خار کہدے تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخلِ باغ پر ہم درد والون کا
چٹک مین غنچۂ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

گلا کر سہم کر ڈبے جور گُل کسطرح کانٹے
جنون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

نکیون بیتاب ہوئین یاد آ ابروئے قاتل
بجز شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

چمن جب جلوہ گاہ شاہد فصل بہاری ہو
تو پھر فرش مشجر کیون نہو سایہ نہالونکا

نہین ہین دُر فشان شبنم شاخین موسم گُل مین
ٹپکتا ہے یہ جوش حسن سے جوبن نہالونکا

روان ہوئین سوے مقتل اگر شوق شہادت مین
قلم پاؤن کے نقشہ کھینچدین بسمل کی چالونکا

مٹادین جو سیہ گیسو فروغ شام یلدا کو
چراغ آگے بھلا اونکے چلے کسطرح کالونکا

فلک سے تو نہ بشاشی مُنعم کی اومانی
اوتارا تو نے نقشہ کسطرح ایسے بجالونکا

غزل ۱۲ — شعر ۲۶

ہوا ہون زار ما بھر مین امتحا عصیان سے
سو کھاتا ہے مرے تن کو پسینہ انفعالونکا

ترک زینت فہان ہوئی یہان جسم بیجان ہوگیا
آئینہ مین شکل ونکا کیون نمایان ہوگیا

آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہوگیا
لو ہوا آب آئینہ مین طوفان ہوگیا

وحشت آگئی جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر ایک دست گریبان ہو گیا

بعد مردن فصلِ باران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوون سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھکر کہ بیجان ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم سا کوئی وحشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہِ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجومِ داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب پیہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغِ گلفشان رشکِ چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیرِ سعی کوشش کامیاب
پرتوِ انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

سیرِ گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشکِ گل
اوڑ کے رنگِ رخ مرا رنگِ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقشِ سلیمان ہو گیا

منزلِ مقصد نی راہِ عشق مین جب کی کشش
جو نہالِ سبز تھا خضرِ بیابان ہو گیا

تیر تیرے برسا جو ابر آسا تیِ ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیر باران ہو گیا

یون درآئے حسن کے دارِ تحیر چشم مین
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہو گیا

محفل مے مین جب آیا دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہو گیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوان نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہو گیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھ لے
جانکر اپنا دلِ نازک مین نالان ہو گیا

وہ شکار افگن جو آیا سیر گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طایرِ رنگِ گلستان ہو گیا

مجھکو بعدِ مرگ ہو کیا حاجتِ شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہو گیا

دیکھ تو سوزش مرے زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دل مین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہو گیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہو گیا

کچھ تو گوشِ گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہو گیا

پوچھتے کیا ہو ہزاروں قتل کرکے حسرتیں	دل کبھی تھا اپنا اک گنجِ شہیداں ہو گیا

غزل ۱۰۱

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئیں سب بلبلیں ویراں گلستاں ہو گیا

شعر ۱۵

اثر سے ہو قلم کو بھی نہیں یارا روانی کا
مصور اب یہ نقشہ ہے ہماری ناتوانی کا

ضعیفی میں نکیوں کشتہ ہوں زور ناتوانی کا
مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سبک سیروں کو پہونچے ناتوانی کا
مثالِ سایہ یہاں عالم ہے گر نہیں روانی کا

دکھا دیتا ہوں نقشہ جب میں اپنی ناتوانی کا
اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارِ جانی کا
دل پُر خوں ہے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مزا ہے مرمری میں شمع ساں آتش زبانی کا
مثالِ شیشہ یہاں موقع نہیں پنبہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یارِ جانی کا
مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یارِ جانی کا
رہے ممدود سر پر زلف ساں سایہ جوانی کا

حباب آسا سمٹکر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین
یہ ہون مشتاق سوزِ دل کی گرمی سے مین پانی کا

خطِ رخ کو نہ کیونکر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف
تری ہستی بتا دیتی ہے قرآنکی نشانی کا

حقیقت مین ہین گویا گرم باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سان دعوی ہین آتش زبانی کا

کلیجہ ہو گئی مجھ زار کے سیراب کرنے مین
مثالِ خار ابھی شبنم ہون پیاسا بوند پانی کا

نگاہِ شوخ موسیٰ نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالون پر
بشر کے سر سے اوٹھتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ رنگِ گان ماہر
تحقق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہ کے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشقِ زلفِ دوتا ہو گیا
اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا

ترا مین کیا کیا نہ تنکے چننے
تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے — فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رخِ صاف یار — نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم اشکون کا آب — بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبۂ دل سے چلے آئے وہ — مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کرکے مشہورِ عالم ہوئے — برائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی — چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خون قاتل کے دامن مین جب — بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر — غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب — جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین — کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فرد الفت جو دل عشق مین — ہر اک داغ مہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو ما را عبث بتو سے تمسے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایہ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارہ حسن حضور تھا
پروا ابنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمعون کا نور تھا
جتنا تھا پاس اوتنا ہی قبل سون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایہ مرا تن سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا و یہ حجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدا ئے ایس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دور بین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۲۶

آید نہ بعد عمر گر از کوئے یار ما
گیر د بہ بر نہ تنگ ہوا را غبار ما

ظاہر شود چو سوز دل بیقرار ما
آتش زند بہ دامن صرصر غبار ما

چون نیست ہیچکس بجہان سوگوار ما
جامہ دری کند بغم ما غبار ما

آخر فنا شدہ ہمہ شان و وقار ما
بر خود چپان ز رنج نہ پیچد غبار ما

چون باد تند بود دم احتضار ما
رفت از ثرا با وج ثریا غبار ما

آمد بہ سر ز چرخ چہ بر حال زار ما
دارد ہوا بدست خطی از غبار ما

از پیچ و خم نہ شانہ کند چون غبار ما
افتادہ است بر سر ما کار و بار ما

در جوشش بحر ما کف دریا شود سحاب
اشکے چکد گر از مژہ اشکبار ما

بینی بیک اشارہ ز باد فنائے دہر
صد بار رخت بست ز ہستی غبار ما

گردند صرف ظلمت بحر و بر آن سواد
آمد ز یاد انچہ ز کنج مزار ما

حیف است لطمہ ہائے ہوا رائگان زند
گردم زند دمے بغم ما غبار ما

از تشنگی مپرس که دریا فرو برد
چون ابر گر بر آب بر آید غبار ما

آہم خلاف طبع ہوائی جہان رود
گر پای عشق تحاک نشیند غبار ما

آن منتہی بپا شد و این منتہی بقدر
آن زلف تو و این شب تار مزار ما

تا آسمان فضائی جہان پر شود ز خاک
مشتی ز گرد غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸

ما ہم ز باد دہر چون صدمہ ہا رسید
داند غبار را جگر زخمدار ما

شعر ۵۱

مین خود کب آفتون مین تن زار لیگیا
سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا

یوسف کو کیا سمجھ کے خریدار لیگیا
جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا

تربت مین بیدمی یہ تن زار لیگیا
کیا جان تھی کہ مر کے بھی کچھ بار لیگیا

سایہ بھی راستی قد یار لیگیا
سودا نتھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا

یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکون کا حال
جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

دہ اور رہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پہ
مین قبر مین تڑپکے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخمِ تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے دردِ دل ترے پیکان سے ہر زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شالِ کمر کوی کوی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سرِ دیوار لیگیا

دیوانگانِ عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چُن کے خارِ وادیِ پرخار لیگیا

بازارِ عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو آہ ہے صفتِ سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسدِ زار لیگیا

منقار میں اوٹھا کے نجانے کہ کس لیے — افتادہ پر بھی مرغ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دے سکا غریب — کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم — سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہون سوار — اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارت الفت مین ہر طرح — سودا بکا تو رونق بازار لیگیا

منظور حال زار دکھانا تھا باغ کو — ٹوٹے بھی پر جو مرغ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزل عدم — جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنس سے ہوا کرتی تھی ادھر — وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاک لباس قبر بھی تھا بسکہ مجھ پہ شاق — پیوند کے لیے جسد زار لیگیا

نالے اوسیکے گوش گل باغ تک گرے — جو دل دو نیم صورت منقار لیگیا

یون نکلے سیر باغ کے ارمان ضعف مین — جب تک رخ اوڑا سوی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا اوٹھتا ہے راتکو
وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہوکے بھی کچھ خاک بچ رہی
حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو
آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون میرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال
زخمو نکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش
جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے
کھلوا کے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی تھوے
گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس سی پیشکش باغ کے لیئے
تنکے صدا کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے لبان زلف
یون خار مین چھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر
وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی یہ ناگوار
سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہ توجہ اوسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانون کے لیے
آنکھونسے جنکے وحشت مین خار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپکے مریضِ جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپکا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کسکے زخم مرہمِ زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سرِ دار لیگیا

کاغذ بھرا اور اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی جمہ اکراہنے کی قلبِ زار کے
جب منہ بغل مین آپکا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا نہین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ اودھی پہ کی — دل ہاتھ میں فقط جو خریدار لیگیا

پلکیں گواہ ہیں انہیں دیوانوں کے لیے — آنکھوں سے جنکے وحشت کے ہیں خار لیگیا

کیں لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتیں — ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھیں تڑپ تڑپ کے مریضِ جہاں ہزار — جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے — کس کس کے زخم مرہمِ زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے — دم یوں چڑھا کہ تن کو سرِ دار لیگیا

کاغذ بھرا اوراُتر گیا چہرہ ضعیف کا — تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی جبہ اکراہنے کی قلبِ زار کے — سب منھ بغل میں آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر پہ رکھیے — شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا جہان میں — آنکھوں کو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک — ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہر سی ٹرہکی کون ہی محتاج دہر مین		جو آبروسی تہی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹	ماہر کچہہ اوس سی پوچہیے چشمِ سیہ کا حال کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا	شعر ۳۷

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا		تہم کے سایۂ کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا
دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا		چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا
با وفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا		اچّہی دل کو مین حسینون سی ہرا کیا کرتا
مین عزیزون سے بہلا ترکِ وفا کیا کرتا		خون مین خون ملا تہا تو جدا کیا کرتا
ہو شہین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا		ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا
تہی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا		ہاتہہ مطلب سے اوٹہاتا تو دعا کیا کرتا
نام مین وصفِ صفائی سی بہلا کیا کرتا		اور رگے خون سی بدن نشو و نما کیا کرتا
عکس آئینہ ہو نمین اونسی گلا کیا کرتا		لب ہلاتا بہی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیسکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ پڑا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے
جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین ندیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ ہی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھون کو کھولی رہا ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز پہ یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سُنتا تو دراکیا کرتا

عکس آئینہ ہو چین ہو تو اونین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و اداکیا کرتا

سایہ مرغ ہوا تک کو تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزاکیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصاکیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک
اتنی دوری مین ملاقات قضاکیا کرتا

روکی ہین بوجھہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکن مین ضعف کے عالم مین عصاکیا کرتا

لاکھہ کچھہ تھا پہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حناکیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایہ کو جداکیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آ میسی آپکی باتون کا مزاکیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و اداکیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح بجھکی نہ جلتا کیونکر
جو فنا کرکے ملی مین وہ بقاکیا کرتا

کسی وامانده بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھ نہ رکھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج پہنانیوالے
سر برہنہ جو ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھ جاتے کہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر آہی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلائی ہوئی دینی کی لئی
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰ | ہاتھ کس سے دکھین بند ہوا دئی اونکے ماہر
شوخیان اس سے ارنگ حنا کیا کرتا | شعر ۵

نہین ہے آج سے ہی سوز غم گلہ دل کا
کر آنکھ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کہو شباب سے ہی کی نہ ولولہ دل کا
نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھ حسینون جو حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود او نمین ولولہ دل کا | سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا | ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا | تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا | کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا | کسی طرح سی بھی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا | لئی ہو آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا | گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو ولولہ دل کا | لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو گلہ دل کا | کبھی تو منھہ ہی سے پھوٹے کچھہ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کاران درد فرقت ہی | نہ آنکھہ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلید سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا | وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھکی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو / اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب / وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جانکی پھانس سی بھری ہی / اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین / ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی / سراکو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خارِ رگِ جان سے چھیڑ دون اسکو / تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین / دکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی / کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب / سہ منزلہ کیئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھ سنبھل کے چلو / ملا ہی گیسوؤن سی جا سلسلہ دل کا

عجب نہین اسی اشاری سی چلی آئین / تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہین وہ نہین وہان کھل رہی ہین زلف کی بل — ہلا رہا ہی انھین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلین وہ اوٹھین — مجہی جگر کا ہی شکوہ تمہین گلہ دل کا

بجھادی آگ وہی سی مری کلیجے کی — بھری ہی آنکی چھاگل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سے جو ان سائین سائین کی آواز — نکلگیا تہا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی اج جو کچھ کہون مجرم — چلو سدہارو مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر — نکلگیا ہی اسی سی حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا — تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سے جو آبیٹھے ہین مرے دل مین — دہری ہی پیار سی منہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا — ہماری دل سی جو نکلا تہا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون — دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹنی جو منہ وہ دیکھتی رہجائین — جو دبے پاکے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پڑ دین | جو راتا رات نکلجائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی چھجری ہے بھر رہی ہین تمام | اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی | لٹا ہی گرد کے پڑ ہمین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا | دبا ہی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کہو یہ اونسی کہ اب ڈھونڈھنی کیا حاصل | نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منھہ کو مرے | نکل رہا تھا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتھہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون | کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچھہ حسن کو جو روکے ہین | کھنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتھہ سی جو کبھی | تمام قصی ہون ہو جائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین | کہ دم مرا لیی جاتا ہی آبلہ دل کا

پھکسنی یہ دم نزع یہ چلے آنا | ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق لپٹی ہور کہلے گل تکیہ
اوٹہاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجہن سے تم نہ گہبراؤ
اسیطرحسی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکہنی والونکی پہٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈہانپکے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا
اور بہی جسم گہلیگا سر اگر خم ہوگا

دل بہی اک زخم ہی خوش ہوگا تو بیدم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ نیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سی نکہہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل و گلونگا سر فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان کے مرجانیکا ماتم ہوگا

دیکہینگی اولٹی ہوئی آنکہین بہی جہک جہک کے نین
نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

شعر ۱۷	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	غزل ۲۲

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا — اب تم بتاؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کرسکے برا کیا — مرنیمین ہات پاؤن نہ مارے تو کیا کیا

نہ لاش ہی اوٹہائی نہ دم کو فنا کیا — ای درد تونی اوٹہکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا — جسطرح آب جام گلی مین گہٹا کیا

مضطر وہ تہا کہ ایک مری خوف دفن سی — برسون زمین کا بہی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی — پردیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کہ کافور شمع بزم — ٹہنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجہا تہا بیخودان محبت کو ہی عبث — خود آپ کہہ رہی ہین کہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا — خود دلو آب چاہ کا پانی بہرا کیا

دی مین نی جان آنکھون پہ تو کیا کیا قصور | اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان وحشت محبت خجستہ نصیب | گر تہک گئی کبھی تو مقدر پہرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گھر جو پہر گئے | پتلی سا کوئی آنکھ مین سجن پہرا کیا

کہتا ہون کروٹون مین شب ہجر کی ہے مین | دنتک تو دل تمہارا اتکو پہلو ہی کیا کیا

افسوس مثل عود بہی پہوٹی نہ بو کبہی | اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پر دیکھین پڑے کے توڑ دیئی میری استخوان | وعدہ تو کچھ کیا تہا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون | وہ ہی سنائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
ہون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شعر ۶۰

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا کہکشان میرا | شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کچھ وہان ہی میری مقدر یہان میرا جوان | مٹا جاتا ہے گردون پر نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدا ہی رنگِ غنچہ پر روان ہی کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھی ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا
شرر ہے سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکروح ہو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
ادہر ہی قافلہ بو کا ادہر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہو لی قہرِ دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو ٹوٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادہر دشمن او دہر آسمان میرا
سہارا اب نہ تنکی کا ہی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کوئی تہا قدردان میرا
مثالِ حرزِ بازو پر بندہا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹیگا کاروان میرا

سفر مین تنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہوا ہی کچہ کشی تہی جسنی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہنچ جاہا تہ ہال کاروان میرا
تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تری حسرت رہی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین ٹٹتی فلک لٹتا نہ ٹٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہم زبان ہین ہو نہ کیسے کچھ بیان میرا
چمن مین جسطرف دیکھا اجڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہو چکی سیاسان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی ہانی کہ روحی ناتوان میرا
اڑا ہی رنگ تصویر پہ بیجا ہے نشان میرا

وہ بلبل ہون جو اڑنے کی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہمصفیرون نے پرون مین آشیان میرا

مثال یک ساعت قسمت میری بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پہ ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بچا ہی خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مری گو رنگین اشک خون بھی ہوتی دین دوست
محبت مین لٹی گا بیری ہی تھون کاروان میرا

ٹھہرتی آ کے منگی رستہ کے چلنے کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہی توتم تھم کر روان میرا

مثال یک ساعت اب جھپکی خاکساری کیا
زمین پر تھا قدم آسمان پر تھا مکان میرا

لحد سی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے — کوئی اتنا نہین ہی جو مٹا دیتا نشان میرا

کہا مین نے چلو جھکڑ ملا گیا اب جلنے جلانیکا — عوض خس کے بنا جب بجلیون سی آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون فرقت مین — زمین پر مین مٹا یہان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو گا بوئی گل ترائیگی ایسی — اوڑایا بلبلون نی گر کبھی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھہ کیونکر بحرِ ہستی سی — لگا تہا کشتیِ عمرِ روان پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین ہنکر یہ کہتا ہون — کسی کا ذکر کیا ملتا نہین مجھکو نشان میرا

ادب ہو نہ شمعِ بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر — زبان مین بڑہ چلا تہا مجھسی کوئی ہم زبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تمکو بھی کچھہ ہی — کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو نہ مجھسی حال قسمت کا — یہ گردش ہی کہ میری ساتھہ پہرتا ہے مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنگی قفس مین مین یہ کہتا ہون — کدہر ہو باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جس زمانیکا تو کیا خوش ہونگے مرد و زن — کریگا تیر باران ہی مجھی ناحق نشان میرا

مثال ریگ ساعت ہم ندون کسطرح ہی گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

تہا ایسی ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑ ہی ہے رنگ چہرے سی تو سمجہا نشان میرا

جہان سب گردشین ہین اے فلک یہ بہی کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجہپر مکان میرا

نشان دیکھین شگاف کلک کا حساد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی عبث طرز بیان میرا

قفس مین ہین ہوئین ویران پہولون سی شاخین گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی ہی آشیان میرا

نگین کیطرح مجکو دوستو کیون رکہی ہر نامی
کہ تجہہ کی بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

قوی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سر کو میری ملو ان کی پہرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثل حباب بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو ای حسینو دل بہت ہے ناتوان میرا

فلک نقش نگین ہی تمہین ہوجن نہو تو کچہہ ہوگا
اوڑہی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
ملو سر کو کہ دم دیتا ہی قلب ناتوان میرا

محبت ابرو ونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دم زور کمان میرا

کھلونکر بند کر دی ضعف میری چاک کی آنکھونکو
ڈرینگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

نجائی بیچی ضعف پر وسعت زمانیکی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھہ کریگی امتحان میرا

زمین سی بیٹھ اوٹھتی ہی کہتا ہون کہ سر کین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

نقوش آب کی صورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھونتو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونھین سی پوچھئی صدمہ سرینگی جلدی اوٹھکا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

ہٹی کا کیا کہ مثل خامۂ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بھی کم ہی کیا نام ونشان میرا

علامت کچھہ نپائی جب شب فرقت مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کی قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تہا نہ کیا آئنہ اس سی
دکہاتین مجکو آنکہین زخم قلب خونچکان میرا

مثال ریگ ساعت کیون نہ اولٹی سانس لین یارو
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بہی مثل برمردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تہا ہی نیمجان میرا

مثال کلک جب دل ہو گئی کیونکر زبان کہولون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی | جگر سی کچھ کہیگا حال قلب ناتوان میرا
تڑپتی ہین زمین پر رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقت مین | یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ایک ساعت جب ہوئین ماہ و مہر دو گردش
جو کچھ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعراا

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا | ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا
کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا | زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا
نہ شرم ای شب وصل اگر تو خواب آیا | غرض وہ نہین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا
یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا | کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا
نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا | غشی جب آئی وہ نہین ہوش مین گلاب آیا
مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا | چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا
سبب یہ تہا کہ جو مستو مین انقلاب آیا | جدہر وہ آنکھ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا
ہماری بخت سی نشۂ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا
یہ روشناس کہا تکا تہا جو شباب آیا

چہپی وہ آئینہ مین جاکے بے حجاب آیا
نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مگر نشۂ شراب آیا
طنابین کہنچگئین گردنپہ آفتاب آیا

اجل کہا او سی نا واقفان فرقت نی
جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجہسی آپ بہی آسکی امید رکہیے گا
طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری
جگر کو جہان دیا وہ میسر آب آیا

ہین ہی تو تہا سبب راحت عالم
مری ہی نیند کی وٹرنیسکی خواب آیا

ہماری آنکہسی تر ہوگئی پسینہ مین
جب آئی شرم تو تمکو نہ کچہہ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی زمانہ ای گردون
لگایا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی
چراغ حسن لیے عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تہا مری آنیسے جوش یہہ کہا یا
اودتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اجنبی ہوئی خود بہی جب شباب آیا

نشانِ تجلیِ رخ ہی سنے لکہا کاغذ
نہ سمجہی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بہی پردیکی حد سمجہ لیں سب
حجاب چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادت تو نکو بہی میری کبہی نہ خواب آیا

دہمک نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجہسے
خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہارے طرح سی اوسکو نہ دیکہتا کوئی
حجاب چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگسِ جادو نے کر دیا ذیقدر
جگہ دی آنکہونمین لوگون نے تو جب خواب آیا

یہی سمجھکے دکہاتی وہ چاند سی صورت
حجاب سے بھی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثال ساحل دریا ہی بدنصیب ہنو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سے ہی عکس آئنہ اوسکے
ہٹا جو غیر پہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ نیچی آنکھ ہوئی سب کی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ہی قبر دوڑنا کیسا
سمجھ چکا کہ وہان عالم شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بہی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اور بہی ہمت
گڑی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقو نہ کچھ چشمک
کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگ سبزہ تو ضبط عطش ہوا شبنم
نہ تا یہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچو نکی جو چٹک مین سوئے
ہمین تو سبزہ صفت زیر پا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہین جو نیند کو ترستی ہین
تہہِ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسیکے آنکہ کا احسان اب نہین مجہپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کبکا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب رو لیئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
پھر کے آنکھوں تمہین تہکی قلب مین آرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
پھر کے آنکھوں مین تماشائی ہر بام کیا

جلسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتی ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جو ہوئی شام سی آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی سے شے ہنوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۶ — وله — شعر

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا — عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نتھا

دیکھی تھی جسکی نگھیں ملتی کہ لڑنا ہی نتھا — جسکو کہتی ہین بگڑنا وہ بگڑنا ہی نتھا

اونسی نظرون مین بھی صلح تو مین نے سمجھا — آنکھین لڑنا جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نتھا

غزل ۲۷ — شعرا

کیا ہوا لطف ہوا جو اشارے سے جھکا

سرو کو سامنے وہ سرو قد کے اکڑنا ہی نتھا

جلال حسن اونہین نشہ شباب ہوا — جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

غزل ۲ — وله — شعر ۸۳

تم نہ تھے جبتک جہان کا بزم بھی ناساز تھا — چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا

عکس آئینہ بھی نا واقف تھا گو دمساز تھا — خود سے بھی بیگانہ تھا جب دلمین میری ساز تھا

رقص مین رنگین صدا کو جب چمن سن ساز تھا — پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبہ آواز تھا

حاضری سے اپنی اپنی روز و شب کو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھوں کا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تجھ دعویٰ انداز تھا
تھیں ادائیں تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگام نہم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سے جسم میں اعراض کا انداز تھا
جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیوں کو تو اچھا اک ہنسی سے ساز تھا
بو ہوا پر کیوں نہیں کیا اونہیں رنگ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاج ساز بھی نا ساز تھا
چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف میں جب طائر تصویر سے کچھ ساز تھا
رنگ کا تھمنا بدن پر مانع پرواز تھا

کچھ وہی جانیں کہ کس کا حال جب ممتاز تھا
جام میں مے تھی اور اون آنکھوں میں خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا [illegible] تو ناز تھا
یا وہی میں اونکی منھ سے صاحب آواز تھا

ایک ہونے پر تمہاری تجلی کے یوں تھے لوگ
دوش صرصر پر جنازہ صور آواز تھا

بوے غنچہ بنگیا تھا کیا میں ہنگام گناہ
لاکھ پردوں میں تھی پنہان تو پردہ باز تھا

همت مردانگی غم کے شکنجون مین خموش
جنتری مین تار جب کھچتا تھا بے آواز تھا

تیرگی شامِ فرقت مین یہ گم تھی روشنی
دست نالہ مین چراغِ شعلہ آواز تھا

لاغرونکی دم نکلنے سے ہلی کیون نہ وہ
ہچکیان مضراب نالہ تار کی آواز تھا

میری نالون کا تمھین دھوکا تھا زلفونکی قسم
سائین سائین رات کرتی تھی مین بے آواز تھا

وہ مری شرم گنہ تھی سرنگون رہتی تھی جو
سب سے منھ جسنی چھپایا تھا وہ میرا راز تھا

سوزِ دل سی تک وڑا تھا یہ مرا فرقت کی شب
منھ کا عالم تھا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

نازا وٹھائے لاش اوٹھانے کا سبب یارا یہ تھا
نازا وٹھانی پہ ہمین اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑھ گئی خودبینیون سے اور بھی رخ کی صفا
خود وہ کیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

پھیل کر آیا پپوٹون سی گلِ رخسار پر
اسقدر کا جل اون آنکھونکا نظر انداز تھا

ہو رہا تھا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منھ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر مین سُنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دُود دل ہنگام نالہ سُرمۂ آواز تہا

قتلِ ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچہہ نکچہہ
خونِ زنگِ تیغ تہا اور دستِ دو صیقل ساز تہا

پیش آتا راستی سی کسطرح گردُون دُون
جو حسین تہا مجہسے وہ مثلِ کلہ کجباز تہا

دیکہے دل دستہ کہو کر اونسی کیونکر پنجہون مین
جان کر انجان تہی کا عجب انداز تہا

دستکاری ہین تجہی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر تہی خود حال صیقل ساز تہا

پہوٹتی کیونکر برنگِ بو نہ آخر بات بہی
غنچۂ گل مین تہی نکہت میرے دلمین راز تہا

وہ تو وہ ایبیخودی مجہ تک نہ آئی کچہہ صدا
ٹوٹنا دل کا مری اسطرح بے آواز تہا

اونگلیان کانو مین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی رانونکا سناٹا مرا دمساز تہا

تیر چل جاتی تہی اولٹی خونکی دہارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بہی تیر انداز تہا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تہا کیا
بیخبر کیون اوٹہتے اونکا خوابِ ناز تہا

اک اشارے مین قلم کرکے کہنچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش تو پر بہت کچہہ ناز تہا

ایک دن تھا یہ زور ابر و باد و دود آہ — خود چراغ زیر دامن شعلۂ آواز تھا

دیکھہ تو حسرت نمین کیسی ن لگی جاتی تھی پیٹھہ — کون تربت پر مری محو خرام ناز تھا

وائی بیدردی غم آیا او سپہ بھی کچھہ مجھہ پہ رحم — قوس سے کتنا گریزان دست تیر انداز تھا

خدمت ظالم لگا دیتی ہی دہبا کچھہ نہ کچھہ — تیغ جب وہ چلی تھی میلاد صیقل ساز تھا

کیون نہو جاتا فنا طعن زبان سے ضعف مین — مجکو آوازہ شکست رنگ کا ناساز تھا

اتنی مدت تک تو رکھی تھی امانت اونکی بات — کچھہ نشان تھی وہ سمجھہ دلمین جہان پر راز تھا

سایۂ طائر کی صورت حسرت نالہ رہی — کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منھہ بی آواز تھا

رہگیا تھا کیا یوہین خالی پھڑک کر قید مین — تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تھا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتھہ سے نادم ہوئی ن — ایسی ہی کوئی ادا تھی جسپہ اونکو ناز تھا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قید قفس — زور بازو پر کبھی مجھکو بھی اپنی ناز تھا

کیونکر اب سے میر نشانی مین خطا کرتے خدنگ — گوشمالی کمان مین دست تیر انداز تھا

کس سے پوچہون نہ رہا تہا دو نو غمین کسکا تلخ تر
منہ مین افعی کے تہا چہالا میرے دلمین راز تہا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رُخ نے منہ پر کہدیا
وہ چہپاتا کسطرح جسکا درد راز تہا

دیکہتی تہی خود جوانی اولٹی آنکہون سے اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تہا

یاد ابرو مین بہی ٹہری مثل نالہ دوست بہی
آنچ تہی تلوار کی یا شعلۂ آواز تہا

ذکر کیا اونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جہلکی دکہلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تہا

میری مر جانیکا دہوکا کیون ہوتا ہجر کو
شب بہی سناٹی مین تہی اسطرح بے آواز تہا

بوجہہ اونکا خود لونین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹہالاش تہے لاشہ اوٹہانے سے ناز تہا

طائر تصویر ہون کیونکر چہپاتا در قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تہا

بعد بربادی کہلا مجہپر کہ انسان تو تہا
بوئے گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تہا

آتی دیکہا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوے مجہپر قدر انداز تہا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ اوٹہاتے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تہا

پہلی اوناوک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف
کچھہ خبر اپنی ہی تہی مجھپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا بوئے غنچہ جب مجہی
سو قفس تہی پر نہ اک بہی مانع پرواز تہا

پیچھے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر
جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹھی جاتی ہین یہ ہین سے نزع مین
ہمکو اعضا کی رفاقت پر کیسیا ناز تہا

جاؤ بیجا کچھہ نہ دیکھا اسطرح لیٹی ردا
تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی در شمال باب توبہ باز تہا

اب جانین کسکی سازش سے گئی جنت کی چیز
اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خواب ناز تہا

آفرین دل کو کہو سکی ہی تہی کوئی بساط
ایک عالم نے اوٹہایا جسکو وہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی تیری رسوائی عیش خلق
دم ہیلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجھے نہ یہ
شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شیشہ کا تسبیح سے آئی خبر کہلا
کیون نہ آتا اک زبان سو پردہ دلومین راز تہا

مورد انتظار ہر دم ہو گئے ڈر انجام سی
بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تہا

اونکی چھیڑین کچہہ چلی جاتی جو تہین سوتے مین بہی
چشم کی گردش سی گہوارہ خواب ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی مینے آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہاتی تو سب کہنے لگے
پاؤن پھیلاتا نکیون آخر شہید ناز تہا

ای معاذ اللہ سبکی پر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی اوٹہا جو وہ میرا ناز تہا

کاندہا دینی کی تو چرچے ہو رہے تہی راہ مین
لاش اوٹھائے جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تہا

گم ہوئے تہی ہوش جب غیرون مین تو کوئی نہ تھا
ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہی ہی گوش و دہان خلق سی اب دربدر
ناز پروردہ دل عشاق کا جو راز تہا

بھولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرہ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دلکی بہی تجہ دیکہہ او ناوک فگن
مین بہی اپنی یاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

پھر ادا تھی آفتِ جان اپنی نئی وقت مین — دنکو آنکھوں کی اشارہی شبکو خواب ناز تھا

و نیم باز آنکھوں کا رکھنا بھی مبارک ای ادا — دیکھتی تھی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز تھا

غزل ۲۹

ای معاذ اللہ ما پھر تھا وہ عاصی پھر بہن

رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تھا

شعر ۴۴

جب نہ تھی تو کچھ حسن تھا جلوہ گری کا — شیشہ تو آب و تراشو ہے جام پری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکون کی تری کا — پانی ہی چڑھا یا ہوا زخم جگری کا

یہ بھی ہی نشان چرخ کی بیداد گری کا — داغون نہین چہرہ ہی رنگ گل نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا — جو آہ ہی جھونکا ہے نسیم سحری کا

قائل ہوئین کیا برق تری جلوہ گری کی — کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخم جگری کا

غل صبح قیامت کی تھی کیون جلوہ گری کا — کافور اڑا ہے مرے زخم جگری کا

خود ان کو بھی دھوکا ہوا اشکون کی تری کا — کچھ دل ہی سمجھا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوزِ جگری کا
سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہدِ فلکِ نیلوفری کا
زنگارا اوڑا ہی مری زخمِ جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا
ٹھہرا نہ کبھی پاون نسیمِ سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ
نگ دستِ مژہ مین ہی عقیقِ شجری کا

تڑتی ہی تو کسوت ہے سرخ کے شیشے
انگور بندھا جب مرے زخمِ جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو روان صفت ابر
مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوزِ جگری کا

پھولونکی رگون نی بھی دیا خون چمن مین
نشتر جو پڑا موجِ نسیمِ سحری کا

کشتی کی طرح ڈوبگئی چرخ پہ تارے
دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی بھی ہر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین
کچھ غل جو سنا ہی مرے نیبال پری کا

ای وحشتِ دل مرگئیو نکر ہون ہوا پر
ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین جو صفین ہوش نہین ایک نفر باقی
ہی کا تہا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تہا پری کا

پھولوں کا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیتے ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیمِ سحری کا

کیون خونِ دل اب ہو نہ مے ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخمِ جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوی حسنِ رخِ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیمِ سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدۂ دہر مین ہمکو
تھا قلب کہ شیشۂ مے خونِ جگری کا

صحرائی قیامت جیسی کتنا ہی نہ مانہ
اک وہ بھی ہی دامن مرے زخمِ جگری کا

جاتی سی شبِ وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی ہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مول اب
بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سے نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لختِ جگر رونے مین کاہیکو ہو ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بھی دردِ جگری کا

ہلتا ہے نہ سر ہی جھکی جاتی ہین آنکھین ۔ ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے ۔ اوترا ہوا پیالا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی جنبان ہے کوئی شاخ ۔ کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آنے بیٹھتے ہین دل مین مرے ناز سے جب وہ ۔ آنکھون مین مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی سے کبھی شیشون ہے ہشیار نہ ہوا پی ۔ انگور پھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گری ہوئے تریاکے ۔ دن ڈھل نہین چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا تو نہین کہتی ہین شب ہجر کے عاشق ۔ جاتا ہی ہوا کو نہین کہین تخت پری کا

سر کی ہی ردا جنکی کوئی اونسی یہ کہہ دے ۔ سونا ہی جوانی کا اور آن سن ہجری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہین زمین پر ۔ اللہ اثر یہ مرے بے بال و پری کا

دل گل کیطرح چاک ہوئے سبزہ کا چرتے ہر ۔ کانٹا نہ چبھی موج نسیم سحری کا

ٹل جائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے ۔ دن ٹل کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک ندین آبلی ہر بار تپک کے
ضُرہ نہ کوئی تہامری درِ دلبری کا

کافور کی بُو کو تو ہوا آکے سنبھالی
ہات ایک نہ پکڑے مری پیراہنِ سحری کا

غزل ۳۰

یہ رنگِ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیراہنِ سحری کا

شعر ۸۱

ردیف با

بی کرن کیا میرکجاں حسن چراغِ آفتاب
کولیں بھوٹین تو دیکھو سیر باغِ آفتاب

ای فلک مستی ہنسے کر حفظِ چراغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھر ایاغِ آفتاب

کیون شفق کو ن ہو یہ رنگ حسن باغِ آفتاب
ہین شعاعین موجِ صہبائی ایاغِ آفتاب

ای زہی صانع رہی صنعِ چراغِ آفتاب
دست کاری ہی کس نکی گل ہی باغِ آفتاب

کسکی نظرین تہین خطِ نورِ چراغِ آفتاب
بال پڑ نیسی رسا آخر ایاغِ آفتاب

صبح صلت ہی تھم دیکھو ایاغِ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جب ہوئے داغ آفتاب
خانہ زادوں ہی نے لوٹا خانہ باغ آفتاب

مست کیوں ہوں اب نہ جو پائی سراغ آفتاب
دھوپ پھیلی ہے کہ چھلکا ہے ایاغ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردوں دماغ آفتاب
ہیں شعاعیں اونکی مژگاں چشم ایاغ آفتاب

میکشوں بی غل ہو کیا شکل ایاغ آفتاب
جام جب ہوئے گا کہ خالی ہو دماغ آفتاب

کیوں نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغ آفتاب
دور چشم مست سے ہے دور ایاغ آفتاب

چشم میگوں میں ہے وہاں عکس چراغ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھ ایاغ آفتاب

کیوں شفق گوں ہو نہ دریا صبحدم لے آسمان
نیچی نظریں ہی تو دیکھیں سیر باغ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعاع صبح پہ نازاں فلک
ہیں فتیلے لاکھ اور اک ہے چراغ آفتاب

دل سے ہے آئینہ تو ہو یوں ہیں شریک حال غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا میں داغ آفتاب

شوق کی نظروں نے مستوں کی بچا اسکو فلک
آنکھوں آنکھوں میں نہ بیچا ئیں ایاغ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر میں دریا دلہن
بن گئے خطِ شعاعی نہر باغ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ ادنی سا وقار — سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظرون مین جہان — کاسۂ سر مین جلا دے اب چراغ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تار شعاع — سلسلہ پاکر نہ بہجائین ایاغ آفتاب

کیون نہ چہپ جائے نگاہ خلق سے اے میکشو — شبکو میخانہ مین جلتا ہی چراغ آفتاب

تیرہ شب ہوتی حقیقت مین نہ گر ایام دہر — آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغ آفتاب

نہ ٹہرا اونکی نگہہ پر کیون نہو سیر شفق — کچہہ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغ آفتاب

گو دکہے پاون ہے رکہہ دینا مین امید شکست — ہی خطوط نور سے پر مو ایاغ آفتاب

کیون فلک اسپر ہی ابتک ہی سیر عالم مین نہین — شبکو چہپ جائے جلے دنکو چراغ آفتاب

کس نگہہ سی شرم وہ صبح شفق گون تک گئی — بن گیا اک گل سمٹکر حسن باغ آفتاب

اک تمہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین — جب ہوا جویا فلک لیکر چراغ آفتاب

کیون نہ جار دل نکالی آتش فرقت نے چرخ — کھو گیا ہم صورت دینار داغ آفتاب

صبا جہان غم یوہین دیتی ہین غیرونکو بہی غم
جس طرح آئینہ مین ہو عکس داغ آفتاب

اپنی بخیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام
دفن کر دی صورت دینار داغ آفتاب

ہی غرض اتنی شراب آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکی دماغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی استاد سے اپنے نہ کر
نور بخشش مہ ہی گل ہو کر چراغ آفتاب

میری داغ آتشین سی گر ہنو تا خوفناک
تھرتھراتا اسقدر پھر کیون چراغ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دہبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبض برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

حملہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبع نورانی مین جو یا عیب ظلمت کا ہنو
تیرگی کیسی تہہ پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکس ایاغ آفتاب

نازکی اوسکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اوسکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی ہوتی نہ داغِ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھہ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسیدن تو چراغِ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خوردہ کیون نہو دینارِ داغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی یہ فلک کیسا غروب
تیرگی ملنی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہو نہین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹونکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجا ہی اوسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی سی یہ فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑہکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھہ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کے چھپا ہی تنگ داغِ آفتاب

جسمین جون دہبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان دہویا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سے کرین اے شامِ ہجر
کر گیا جب چشم پوشی خود ایاغِ آفتاب

سوزِ دل مین کیون نہ گذرین زندگی کے دن مرے
کھولکر آنکھین جو دیکھا تھا تو داغِ آفتاب

مست کیون جامہ سے باہر ہون نہ اے نارِ شعاع
موجِ مے خجدی سے ہے لبریز ایاغِ آفتاب

شب کو زیرِ خاک جانا تھا تو یہ ہے تا فلک
اک اندھیری قبر مین جلتا چراغِ آفتاب

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اک حسین نے افلاک
کیا بنا تھا خاک سے میری ایاغِ آفتاب

حیف ہے انسان ہوکر عیب تو لوگون کے کھول
اوڑھ کے دامن مین چھپایا خاک سے داغِ آفتاب

حوض مین ساقی تھی قسمت سے اے بادہ کشو
گر ملا بھی منھ سے تو خالی ایاغِ آفتاب

کیون جلون گرمی سے مے کی مین مثلِ روزِ حشر
مین نہ ہون ہو لب بہ لب الفت سے ایاغِ آفتاب

ہین شعاعین یا لگا ہو غم مین یہ جاتی ہے صبح
دستِ نازک پر یہ ٹپکی ہے ایاغِ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہے ایاغِ آفتاب

گو ضعیفی سے بھی نہ ڈہلتا دن مگر اے آسمان
دل بجھی میرا تو بجھ جائے چراغِ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوتی ہی کہ ملی گیسوی شب
اسکے ہاتہونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹہی ہین زیرِ فلک چہپلی سی مست اس شوق مین
صبح ہو چہولی شفق چہلکی ایاغ آفتاب

آفرین مستونکی دم بہر نیکلوای تار شعاع
کچہہ تو کہینچ آئی ہی صہبای ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گردشِ غم بیٹہی تو ہو دُردا ایاغِ آفتاب

روز روشنکی گردشونکو کیون نہ دو آنکہون جا
دور چشمِ مست سی دورِ ایاغِ آفتاب

دی دی اپنی دستِ نازک سی مجہی کو ای شعاع
گر نہین ہاتہون سی تہم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفنِ شبِ فرقت کا دیکہا کچہہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دینارِ داغِ آفتاب

دیدنی ہی پہر روز و شب بہی تی مزا دیتی سراب
ساتہہ آنکہونکی اگر پہرتا ایاغِ آفتاب

میکشی کیسی فلک وسن چشم میگونکی قسم
آنکہہ بہر کر بہی جو دیکہا ہو ایاغِ آفتاب

دردِ انجم تک نچہوڑا جذب سی ہنگامِ صبح
خاکِ میکش سی نہ تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکہین کیجی ین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ مین جہانکی چار باغِ آفتاب

کچھہ صدائی رعد کا مطلب بہی سمجھو میکشو	کان بہرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب
کیون صدا اے رعد سی کہر پڑے مستون کے چوٹ	کیا بجا کر برق نی دیکھا ایاغ آفتاب
کیون شعاعونکو نہ راہ دل کہون اے میکشو	یہان ہلین پلکین وہان چھلکا ایاغ آفتاب
دیکھہ انگشت شعاع ای چرخ اشاری کو سمجھہ	ہون مین مستی مین ہین ذی حق ایاغ آفتاب
ای شفق مجکو تری ہی خون ناحق کی قسم	دل بجہا ہون مین کیونکا چراغ آفتاب
دین ساغر کان اس سننی کی ہی مشتاق ہین	آنکھین ہی پھوٹین اگر دیکھی ایاغ آفتاب
کہدی قیم توڑتی مستون سی تار شعاع	بال کے بہر فرق پر اب ہی ایاغ آفتاب
دھوپ مستونکی طرح گھٹ بڑھ رہی کیون ساقیو	آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

غزل ۴۲	جا پڑین یا مہر عجب کیا مست ہی مثل شعاع ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب	شعر ۹

ردیف بای فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بن گیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو سبکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جان جہان آپسے آپ

غزل ۳۲ — شعر ۱۵

نام لین پیاس کا کیا زخمیِ تیغِ الفت
منھ سے فوارہ نکلی ہی زبان آپسے آپ

ردیف تای فوقانی

کون بڑھ سکتا قیامت تہا قدِ دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہگئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہِ زانوی دوست
لپٹے جلتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہِ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر ذبح مین گیسوی دوست

یون جھکا ذبح مین ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہوا ور خنجر پہ ہون ابروی دوست

اُف رے جذبِ دل اوترای شیشہ سوی دوست
میری نظرون سے جو آئینے نے دیکھا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری تو نکلی بہی خوئی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو مین تو مجکو بوئی دوست

کیا خبر کل کی کہ ہوا انجام سر چڑھنی کا کیا
آگئے ہین ایڑیون تک آج ہی گیسوئی دوست

مردمِ آبی پہنسنے خود گردشِ گرداب مین
بازوؤنکی مچھلیان جب پھر کے آئین سوئی دوست

انتہا ہے ہوگئی ای سخت جانی رحم کر
پڑ گئی خنجر مین بہی بل صورتِ ابروئی دوست

سختِ جانی بہی فرادیگی ہماری قتل مین
حسن بڑہ جائیگا جب بہر جائینگے بازوئی دوست

دستِ قاتل کو نکان دیدیکی کہتا ہون آپ خود
ایک گا اب اور ہے اے قوتِ بازوئی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دہار
چوم لیتا میں بجا ہے کوئی بازوئی دوست

نام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسعد آنکھین جھکا کر مین نے دیکھا سوئی دوست

مجھپہ تو پیتا ہی تہو قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دوست سے بازوئی دوست

غزل ۳۳	حسن اور تابِ کششِ ماہر خلاف عقل ہے شانہ کے کھچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوئی دوست	شعر ۲۵

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح
آفت کا تہا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بہی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا بتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھرا کسی طرح
لنگر سی بہی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیچا ؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان وقتِ شیب بھی
دن کو بہی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثلِ عصا تہا کیا مین گیر نگاہ دہر مین
بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیکی دل سی ہا آبِ اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ اُٹھی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

مجھ سخت جان کو غم نے پچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر مین رہون
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزے مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہو گی تری چشم
صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسوؤن سے ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

ہندی مین آشنا کے نکیونکر پھنسا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

ای بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو رم
چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظرون مین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان
یہان دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعفِ دردِ دل سے میں کیا بن گیا ہوں ابر
مینھ برسا آنسوؤں کا جو اوٹھا کسی طرح

چینِ جبین کو محو کروں کس طرح سے میں
مٹتا بھی ہے نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسی کی جو دل سے ملا نہ دل
بچتا نہ لڑ کے شیشے سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳

روتی میں گردِ غم کو تو ماہر ہوا عروج
ورنہ غبار منھ میں نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۴۲

ہے تکدر کسی کی دل میں مجھے مکدر کیطرح
ہر نفس سے یہاں غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہے ہم سرِ خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہے تیغِ غم کو پتھر کیطرح

سوزِ غم سے ہے جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح
سینہ ہے مجمر تو آہیں دودِ مجمر کیطرح

ضعف سے کسکو جہان میں مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سے لگتی ہے پتھر کیطرح

فرشِ خاکی پر ہے تکیہ مسندِ زر کیطرح
فقر میں اپنی گذرتی ہے تونگر کیطرح

تیز ہے تحریر سے اونگلی میں لاغر کٹ گیا
زیرِ تیغِ خامہ تھا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سے سراپا ہوں وہ پھوڑا ہجر میں
ہے ہر اک موے بدن ہے جی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہے وہ دلچسپ گرد دیکھیں حضور
آئینہ میں عکسِ خط رہجائے جوہر کیطرح

ہے جوشِ فصلِ گل ابکی ہر محفل ہے باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہے گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسانِ طبع دریا نظم میں غواص ہوں
ذہن ہے مثلِ صدف مضموں ہیں گوہر کیطرح

صاف میں ہے گیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہے یہ آئینۂ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان میں آئے ہنسے کو کیونکر دل مرا
یا بگل گردِ الم میں ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم ہیں نالی طبل آہیں ہیں علم
ہے غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ میں ہے مجکو ضبط جو مدِ نظر
موجزن ہیں اشک آنکھوں میں سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش آتش میں اگر
پرِ سمندر کی جلیں پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی میں ستم ڈھاتی ہے وہ سرد اور
گرتی ہیں آنکھوں سے آنسو جسم کے تھر کیطرح

تہا وہ لاغر دیدہ سے وہ نکلی جو کچھ پانی پھرا
تب ہوا میں تارِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیٔ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر — کاسۂ زانو ہی پہ مو کا سہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادا ٹھا کر مین چمن — کھل گیا دل بید اشک پیدۂ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ ہم بلاغر کو کیون اہلِ سواد — صفحۂ عالم مین ہم ہین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک — لیگئے رہزن مجھی خضر لیبہ ہمبر کیطرح

غنچیونکی کوفت نے مشکل سہی توڑا دل مرا — یہ وہ شیشہ تھا جو ٹوٹا بہی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین — تشنۂ خون موجِ دریا بہی ہی خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان — آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہی زہِ غم مین کہین رکھتی ہین خلش — دلکی پھوڑیکو رگِ جان ہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بھرون — خود کھنچ آئی بوستان سے بوے گل تر کیطرح

سامنا برباد یونکا ہی تھون کیونکر مین نزار — جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبکتا بوت یہ میرا کیا — لیچلی بادِ صبا بوے گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو گر بشکل آئینہ
خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون مین تاج زر سے کیا غرض
داغ سودا میرے زیب سر ہے افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل نے کیا
راحتین خنجر نے دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود دیکھیگا او تک میری بیتابی کا حال
خط شوق اڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بھر کے آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانۂ آباد کیجیے نظم کو اپنی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت مین گھر کیطرح

کیون نہ اونکی بزم مین سب اکزبان گشتہ کہین
ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بیسر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہو خلق زبان موج کوثر کیطرح

ق

کونسی بیکس کا ہے بیڑا یہ خشکی مین تباہ
جسکی غم سے ہے تلاطم بحر مین بر کیطرح

موج مین مثل ماہی بے آب ہین سارے طپان
ہر حباب بحر ہے دیدۂ تر کیطرح

کشتیِ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی ہین ہنوز / جوش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح

گر دکھاتا باغِ بلبل کو کبھی جوشِ بہار / غنچۂ منقار بھی کھلتا گُلِ تر کیطرح

غزل ۳۷ — پیچھے پیچھے اشک ہین ہمرہِ آہ مثلِ کاروان / آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح — شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلیٰ شمایل کیطرح / دل وہ دل ہی جس مین تہ و بالا ہو محمل کیطرح

خار ہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر / آبلے بھی بیٹھے جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶ — ردیف الرا — شعر ۴

نشان اونہین کے نظر آرہی ہین ہر ہر پر / تڑپ کے جان گنوانے جو دی تہی خنجر پر

یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوشِ جوہر پر / نگہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر

ہو دلِ تحرّ اور ہی ہو حسن قدِ دلبر پر / کہ فاختہ بھی ہی طرہ سرِ صنوبر پر

عوض کا خوف ہے طاری دلِ ستمگر پر / ہوئی ہین قطرۂ خون ایک دل جو خنجر پر

ہین جو ہوئی عشق سی مائل ہوئی قد دلبر پہ
نہ دلکو کھوئی نہ قمری گری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین یہ ہی ہے تیور پر
بہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

وہان ہی سنتی نظر آب پہ نہ جوہر پہ
مین ملتمس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنی کی
اونھون نے پھیر دی الٹی چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ گئے اب تک بھی ہین بستر پر

مین عین ہوش مین کہون کیون نہ نشہ می کو
گرا بھی اوٹھکے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منہ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی ولی ہو پہ کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو نہین دل بلا ہی مرا جو بستر پر

میں ہی نہیں شب فرقت میں اک فقط بیدم
شکن بھی صورت میت پڑی ہے بستر پر

غش آئے کیوں نہ اونہیں کم سنی میں ذبح کے بعد
مرے ہوؤں کا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی نے جو محفل میں
ہزار ہاتھ پڑے ٹوٹ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب جسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری وہ اس اونکے بستر پر

جو باہیں ڈالنا گردن میں اونسے سیکھی تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہیں بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ میں تنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن میں وہ ترجیح کسکے مکھ کو دیں
فلک پہ نجم ہیں جگنو ہیں اونکی بستر پر

سلاتے ہیں لڑیں ہی اور سے چین سوئیں
کہ اپنے فرش پہ ہیں کہ پڑے ہیں بستر پر

لبوں سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل میں
دھرے ہے پیار سے شیشہ بھی منھ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہے ہمیں خط کی ہی طلب اونسے
جو پڑی ہی پھیرے ہیں چھری کبوتر پر

ہوا کی سرد میں وہ بام پر جو آ کے لیٹے
بلائیں لیں مرے بدلے لگا گلوں نے بستر پر

جنونکی جو شمین کہلتی تو ہین مری فصدین
لہو کی دہار سے نشتر ٹپک رہے لگے نشتر پر

ہوا بند ہی ہی یہ وصلت مین میرے باتونکی
وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کہو تے بیٹہا ہون
نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتہہ ہمشکر جگر پہ آئے ہین
وہ بیماری پائی ہی گرمی کی بستر پر

بہار آتی ہوئی راہ مین رکی ہے کہین
کہ رکہی ہین کہین غنچون اور گل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رو یونکو وہ بہی واہ ری بخت
پہرا ہے رو کے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین
کبہی جو حسن کی بجلی گری تہی پتہر پر

سوا اتبو نکی نظر رنگ زرد کی ہوگی
طلا کا کہلتا ہے کہوٹا کہرا تو پتہر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے
جو پانی پڑ گیا تہا تربت سکندر پر

اوٹہے نگاہ کہ ہم دیکہنے سی باز آئے
کہنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گہر پر

تمہو جسبسی ہو حال قدم کو اوسکی نہ چہوڑ
نکل کے ملتے ہین آنکہین شرر بہی پتہر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنائے رکھ | فلک گرا نہیں سکتا صدمے سے گوہر پر
کو نسیم سے پھولونکو اکفارت کر دی | ستارے ٹوٹ کے لوٹینگے اونکے بستر پر
ستارے بھی سمٹ آتے ہین ادتی ہی جو ہین | بچھائے جاتے ہین جب پھول اونکی بستر پر
نسیم چل رہی ہی بکھر رہی ہین تازہ | ملا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

غزل ۳ | نمود دیکھی مٹاتی ہین سخت دل ماہیر
شمر رکو سامنہ ہی ولڑتی ہی خاک تپہ پر | شعر نہم

ردیف اللام

دشمن کا دل جلا کے بڑھا اعتبار دل | جوہر بنا جو تیغ کا نکلا بخار دل
کب قید بند دل مین ہی میرا بخار دل | پکڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل
دشمن سمجھ لگی آہ مین پی کارزار دل | ہی ہردم دو نیم مراد و الفقار دل
کیون سوز غم مین ہو گیا حال زار دل | سرپیچ شعلہ ہی نفس تابدار دل

تصویر رنگ دادہ ہون تکھو قرار دل
روکی ہی دوڑتی ہوئی خونکو فشار دل

سمجھے سبک کے کچھ نکرو اعتبار دل
تم دلمین ہو یہی ہی ذرا سا وقار دل

نکلے ہوئین کہیں لیکی ہماری شرار دل
لوہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشار دل
ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین جا بجا حباب مری زیب کنار دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑدے کیونکر غبار دل

کہتا ہون نذر دیکی مہم اختصار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پرور گار دل

کیون دل کی چال سی نہ سمجھلو تمہین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعت یک یک غبار دل

یہ سب کہلکے ہین جنے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی وہی ہی جسکو ہین سب اختیار دل

دل کے مزے گیا ہی جی سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دہو گئین ہی کے کار و بار دل

ای زخم قلب اتنی امید ونکو کیا کرون
سو تین ہین ایک ہی میر امزار دل

مقلوک آبلو نکو جگہ دلمین کیون نہ دین
سمجھے ہین جام نقرہ کا مل عیار دل

منھ کھل گیا ہر گونگا بھی فریاد کے لیے
تربت مین میرے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین
کچھ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل
تڑپونگا مین بھی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا اوسی سے زمین کے طبق تمام
بیٹھا ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شب کو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وہ وقت سوز جان
تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی جنھین درد کچھ نہین
دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آگیا ہو شکستہ پا دل
کانٹے کی بھی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب پیچ مین پڑے
افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی نبی ہی مری جان پر یہ کیون
ہی گر تو نزع روح ہی ور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو شل شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا
دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پھیر ہی دیتی تو خوب تہا
کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بہی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا وسکو ہنون اختیارِ دل

لے لے کے کروٹین یہی کہتا ہون ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تہی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی بنی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑی ہی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچہ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نبے تمام
جس دل کو تہی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خود ہو کہد نزاکت سے پھیر دی
تمپر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رک رک کی اشک بہتی ہین لی ہی بیخودی مری
کیا جانین اضطراب ہے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا
یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہیں حسرتیں وہ اب
دیکھو لٹا ہوا ابھی کبھی تو دیار دل

فرہاد و قیس ہٹ گئی پیچھے بچا کے جان
کھینچا جو ہمین نے دائرہ حال زار دل

نکلی دھوان نہ دل ہی شب ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا انجار دل

احسنت و آفرین دل پر آبلہ تجھے
اتنی دلو نمین اک کو نہین انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گر اتفاق سی میرا غبار دل

تنکا اوتار نیکے جو جان سی دیے
وہ دل ہو کسطرح سی کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہی دہر مین پوچھین نہ فلک
کیسا بقدر شیشۂ دل تھا غبار دل

پتلی مین آخر آگئی اوسکی شبیہہ سی
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دئی خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذو الفقار دل

پھینچا ہیں دفعتہً تتق گرد کی طرح
شیشو نمین بند ہو جو ہمارا انجار دل

لو خوش ہو غم کا سر مین ہی ہو نیکا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمین غبار دل

مٹجاؤن اپنی جاپہ کبھون مثل نقش پا
تابوت جب اوٹھی کہ کسیکا ہون یار دل

مانند نقش پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بھی اوٹھنی دیگا ہمارا وقار دل

سلک فنا بھی چھوڑ دین اہل فنا تمام
جائی عدم مین گر مرا خط غبار دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دم ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگار دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغ نفس کی روش
ذری ترش ترش کی بنی ہین غبار دل

اس کہنی کو فقط گل بازی بنا وہان
یہان بھی نہین تو ہوگا کہان اب قرار دل

کہتا ہون مجھ سنگی خدا اسی دم ازل
تڑپا لے دل ندی مری پروردگار دل

شعلی زبان بنگئی فریاد کیلئی
دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرار دل

کس کس کو مسنی ہین وہ سمجھائین کیا کرین
مجکو ادھر ہی نزع اودھر احتضار دل

سوفار تیر آتی ہین ہنستی ادھر سے پھر
منہ کو بھی لگا تھا جو خون شکار دل

کس آتشین جمال نی دیکھا تھا حسن کو
جوہر بنی ہین آئینہ کی خود شرار دل

مین تو بستر ہون چین مجھے کسطرح نہ آئے
شیشہ بھی سرد ہو جو نکالے بخارِ دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی
دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشارِ دل

ہوتا ہی عیب بھی کسی جا مے مین جاکے حسن
جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشارِ دل

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر مین
مین کیون تڑپ رہا ہون دمِ احتضارِ دل

جوہر ہر آئنہ کی پھرین مور چونکی طرح
میری طرح اوسی بھی ہو گر انتشارِ دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب
اللہ ری تشنگی دمِ احتضارِ دل

غلطان گہر ہون کیون نہ کفِ دست پر مرے
جو قول لون ہاتھ مین اوسی ہو انتشارِ دل

اے بیخودی خیال تو آتا ہی پاس مین
بستی تھی خوب نام تھا جسکا دیارِ دل

مین اسطرف تپان ہون عرق و جگر اودہر
کس کی جان لیگا مرا احتضارِ دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی
خالی کرے جو گوشۂ دل انتشارِ دل

کہتا ہون یہ تپک پہ ہر اک آبلی کی مین
دل کتنی دیگا اے مرے پروردگار دل

جبتک ہی صبر وشکر جہی تک ہے غم ہی شیر
منہ کھولدین رگین تو بنین ذوالفقار دل

مجروح دست دشمن جان ہی جو توسہی
شیشہ ہون سیر سہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتونکا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میان دیار دل

نکلی برنگ وحشی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بہرون کبہی رنگ بہار دل

بیدرد دہر حیف ہی یاران کہین اوسی
منہ بنکی آسمان سی جو چپکی بخار دل

ہمت سی مین ہی خوشہ پروین ہون اے فلک
اک دل کے لاکہ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشان داغ یہ سمجہے اورہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرار دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جوہر حسام
فولاد کو ہو گر مرض انتشار دل

اب سمجہ ہی سی دوسرے عالم مین جائیو
سینہ سے ہاتھ اوٹہاو کہ جائے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام
شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخار دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جہٹکدون دامن رنگ بہار دل

ناخن سی ابرو ونکو جدا ہی جدا کری
کھنچتے ہین پاؤن ادرہی دم احتضار دل

سیماب ضرب خوردہ ہون کیون نہ غم سے خوش نہون
اکدل کی لاکھ دل ہین خوشا انتشار دل

غزل ۳۸

ماہر نفس کے ساتھ نکلتی ہوا ہ عمر
جاتا ہی باگ و ٹھاہوے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آے ہے بوی دل
کاش آبلونمین ڈوب مرا آبروی دل

لی اپنو نام دوست کہو آبروی دل
جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوی دل

آبیٹھا ہے کوئی تو مری دل مین نازسی
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوی دل

سیجاؤن آنکھون آنکھو ہین کسطرح ادنکو یون
ملوہی جسطرح مری جان سی سبوی دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ
منہہ سی جو آپ کے ہین سخن گفتگوی دل

حسرت نکالکر ہی برا رہا ہون نہ کیون
نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوی دل

سینہ مین ہر جگہ ہو رہ گئی کیون کھٹک
پھر پھر کے ڈہونڈہتی ہے تمہین آرزوی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کی سی شبکو سوئے تھے
ہر عضو نازنین سی جو آتی ہی بوئے دل

اوسوقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آب آئینہ سی اگر شست و شوئے دل

ہی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منھ کو بغل مین ڈال کے سن گفتگوئے دل

ای ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا
آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین
پہلو تکو مانگتی ہی تمھاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو
اللہ اسجگہ ہی کبھی گار روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھی
دم توڑ دین ادہر تو ادہر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مرگئی ہی مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا اسطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتونکا پھیرنا
دیکھو اسطرح سے بگڑتی ہی خوئے دل

کیون بادہ خوار سیر ولا میرزمست ہون

خود روح کے بھی منھ سی لگا ہی سبوی دل

غزل ۱۰۹	ردیف المیم	شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی جون ہی اوٹھائین ہم تم
دل ملین عشق مین اگر ہو دشمن ائین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منھ بھی کھلوا نیسے دل کے نہ بتائین ہم تم

تم ہنسو پھول ہون بلبل کو مین ہمکر چھیڑون
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

جھک کے پہلو مین کہتا ہون دم خود بینی
آئینہ مین بھی تجھ اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سے پہچین ہوتی ہین نگاہین جاہل
آج سی غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آو روتے ہوئے دل کو تو رلائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھے عطر شیشہ کیطرح
یاد سی دل کو کبھی منھ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکے نہ دہوئین کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائین ہم تم

آئینہ مین کوئی تمسے کہین بہتر شاید — کوئی ایسا ہو نہ آنکھون کو لڑائین ہم تم

تم بہی تیغ ابرو اپنی ادا اونکا مزا کچھ چکھو — ناز کے ظلم کبھی ملکی اوٹھائین ہم تم

ہلکو بہی خلق خدا ایک نظر سی دیکھی — سرمہ گر نرگس جادو مین لگائین ہم تم

دیکھو پھولی ہی شفق وقت سحر ہی ہے — آگ مین آگ بجلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہی — چھیڑ کر آو زرا دلکو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی نقشہ کسی پر ڈالے — ناز کے ناز نکیون ملکی اوٹھائین ہم تم

یون بچہائین کی نہ پروائی کبھی دیکھین — شمع کو آج نئی طرح جلائین ہم تم

کشتہ سرمہ کو دکھلا کے یہ وہ کہتے ہین — یون چھپین سب سے تو آنکھون مین سما ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہی آنیوالی — گھر سے کچھ چھپ کے نکل آئین ہم تم

جان جانے لگے لوگونکی جو گلیون گہرسی — آئین پل بہت کے تو نکل آئین ہم تم

اشک آنکھون سے گلا آنچہ چھڑ کتے دو دو — غش مین اس طرح سے لکو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکر وکمین ہی دل راہرو کے آئے
تا زسے گو دیونمین جبکو کہلائین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہو تی ہین کیسے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان
پھول رو رو کے سوم مین جو اوٹھائین ہم تم

دردمین درد ہوینگی ہی حسرت نرہی
آؤ دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون سے گیا ہے یوہین یالا یالا
دوڑ کر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یوہین جا مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردنپہ گر انصاف کرو
آؤ روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دل ماہر تو یوہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھونسی اوٹھائین ہم تم

غزل ۴۰ — ردیف النون — شعر ۱۶

ناتوانی کبقفط ہی میری جسم زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سی صفائی ہی یہ قصر یار مین
دیکھ لیجئے آئینہ کیطرح منھ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دور ہین صاف جو روزن ہے اوس دیوار مین

رو رہا ہون مین خیال صبح روی یار مین
خط ابیض کا ہی پرتو آنسوؤن کے تار مین

ذکر حق نے جب جگہہ پائی دل کفار مین
بن گئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پھر کیون ہو نہ زنار مین

یہ لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤن کے تار مین

رہ گئی ہین کچھ اولجھکر یہ نگاہین خلق کی
کب ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ بو نکیون اڑتا پھرون
ہے ہوائے برگ گل آندہی مجھے گلزار مین

ہوتی ہین زردار باغ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھلی گلزار مین

ہو نہین وہ آتش قدم آیا پی گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتابیون یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

عکس اسکا حسینونکو جا پانی کیونکر ہو | شکل آبجو کی ہو جو قاتل تری تلوار مین

دین مستحکم جو ہوتی بت پرستی دہر مین | اسقدر رخنے نہوتی رشتۂ زنار مین

دشت وحشت نے بٹھایا در دمیر الجھی | آبلے پا کے نہ چھالے زبان خار مین

غزل

کسطرح رونے مین اے ماہرین دیکھون روے یار
آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین | غبار راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین | خط جبین خط لوح مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین | فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دل داغدار سمجھے ہین | نفس کو موج نسیم بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے عالم کدورت مین | غبار آئینہ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان چمن روزگار مین ہم ہین | جو تن پہ سایہ اشجار بار سمجھے ہین

ہمیشہ ہستی کی آلام مین ہو گیا ہملو | ہر ایک آہ کو دم کا شمار سمجھے ہین

نگاہ جوہر لون سے بھی ہی فزون اونکی | جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

عدم سے آئے ہین جا ئینگے پھر عدم اک دن | اس ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین حال جنہین ہے رنگ سواد | خزانکو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین تامل سے ہر رگ تن کو | وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست ہے دل حال دل ہی ہے عیان | نہان جو ہی وہی ہم آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل | وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اوسکو | مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سے دور ہون ہم محال ہے گردون | کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے باریک بین ہمین ایسا | کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑھی جاتی ہین آگے یہ قافلے والے | تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یمِ بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سمو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو سستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب سمجھی ہین جن استوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر ونسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسانکو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی وہ ہمدم و ہمراز نہین
نغمہ نہین عیش نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کہ کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے ٹھر — تم سا عالم مین کوئی خانہ بر انداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سی گلشن مین سنو — ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چپ ہونے نی محفل کی یہ کی نوبت — دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چال اور راہ کے چلنے والے — دل یہ کرپاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر وجانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات — دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات رکھین لوگ نہ کیون نالون سے — یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حد خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے — مسکرائیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین پھٹجائین — سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظر باز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اف ردیدے — اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغ مین دیدی مرنی اونکا جواب — منہ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغ مین آکے اسیران قفس کیا بلبلین — سب ہوائین ہین ہوا پر پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری مین پھڑکنا جو مرا
یا قفس آج نہین بال پر پرواز نہین

غزل ۳۳۴

مدح احباب جو کرتے ہین عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہین اعجاز نہین

سنہ ۱۲۸۴

کب دل سے دو اغہائے غم مری تن مین نہین
ہون وہ گلچین کہ تنگ جادۂ جیب گلچین گلشن مین نہین

لوث وصلت سے بری ہین جنکے تن دامن پاک ہین
چھینٹ بھی بلبل کے خون کی گل کے دامن مین نہین

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر
دیکھ قدر گوہر نایاب معدن مین نہین

خود بخود آراستہ رہتا ہی داغون کا چمن
باغبانکا کام ہرگز میرے گلشن مین نہین

ہی تعدد بھی بتونکا اوسکی وحدت کی دلیل
کب خدائی کا سمان دیر و حرم مین نہین

آہ سوزان سے حفاظت مین ہین دل کے آبلے
برق بھی دہقان کے کچھ کم ہی خرمن مین نہین

قتل جبتک ہو مرا اور دل جیتی ہین شہید
طوق منت کے ہین خط تیغ آ گردن مین نہین

مبتلائی رنج کا ہی عشق یہان ترک وطن
دلفگاری کا الم گوہر کو معدن مین نہین

کیون نہ غم پیدا ہو کہ ہی گنہ آلودہ تو
دیکھ اشکون سے تری کب تیری دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو ہر رنگ گل مجھی نشو ونما
طایر رنگ چمن ہی خون مرے تن مین نہین

صبح ہو قہقہی کا ذب کیسے ہون اے خورشید حسن
چھاؤن ہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی برآئی ہی مراد
ہین گل امید خونکی داغ دامن مین نہین

گرمی سوز درون سے دم الجھی کس طرح
موئی آتش دیدہ ہے تار نفس تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہر بعد مرگ
گردش سنگ فلاخن لوح مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بزم دہر مین پروانہ ہون
ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقد ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمع قد گلرخان دہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بھی مین وہ پروانہ ہون

روح باعث ہے گلہ رسی کا میری ہر مین
شمع سی جس گھر مین ہی اندہیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھاتی ہین صاف
زلف پیچان سخن کیواسطے مین شانہ ہون

درہو نہین داغ کی قلب بدر کا ہی قبول
گنج نے پنہان کیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ پروین سے ہی
خاک بھی تجھمین نہین ای شمع پروانہ ہون

حسن قدرت کا تری جلوہ گر تن مین مری
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پر سوز تک
پر فرشتے کے جہان جلتے ہین مین وہ خانہ ہون

سوز غم مین مر کے نکلا مین لحد سے روز حشر
بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہے جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کرکے نکلی میرے تن سے روح
جسکو بھرنے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سے قوی سرگشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسنے مین وہ دانہ ہون

ہین ازل سے میری گل مین جا اشک آب روان
سیل سے جسکی بنا قایم ہے مین وہ خانہ ہون

فقر مین بھی دل ہی دولت سے توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفت دندان دلبر سی بھرا ہی دل مرا | آب گوہر سی جو ملو ہی وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کی | شان کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغ عشق ساقی کوثر کا ایا ہے یہی | دست دل سی جو نہین چھٹتا مین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی اک گھر کہن ہی میر مکان تنگ کا | جو ستون آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

منت ہے کیونکر عشق ساقی کوثر پہ وال | قد خم گشتہ سی مفہوم خط پیمانہ ہون

کھر سی میرے قابض ارواح کیونکر خوش نہ جائین | جان دی دی جسنے مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہر تجکو جاگ اٹھتے ہین اہل بزم سب
جس سے نیند آئی ہو وہ اڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تنفر فقط ابنائی زمان رکھتی ہین | گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتی ہین | سختی راہ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کمی دینگی جب سوز نہان رکھتی ہین | اشک ریزی کے لیئے دل کا دہوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی بیان کہتی ہین	موج کی طرح جو پاکیزہ زبان کہتی ہین
بعد مردن بھی یہ حس ہی کہ سمجھ جاتا ہون	بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین
کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین	یہ ہم حسن بیان سیف زبان کہتی ہین
ہین جو محتاط وہ کہتی نہین جانرو کو بھی خار	ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتی ہین
کثرت ضعف مین کرتی ہین اشارون سے کلام	بات کر نہین سکتی ہم بند زبان کہتی ہین
مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو	گرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتی ہین
چپ ہین جتنا کے نہین اہل سخن کو کچھ کد	بات آئے تو کب بند زبان رکھتی ہین
نقد دل دیکے بھی ملتی ہین داغ حسرت	پھول کیسے ہین یہ قیمت جو گران کہتی ہین

غزل ۴۶

نظم اشعار مین ہی حسن بیان ہی ماہر
جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان کہتی ہین

شعر ۱۳

کری ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین	چلی ہین سایہ کی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہانِ فانی مین
بنی ہین تارِ نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف کے زندانِ دارِ فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہانِ یار کی ہستی کے جو ہوے قائل
کمال تھا اونہین لوگونکو غیب دانی مین

یہ غرقِ شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان ہو جسکی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورقِ برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین ستونکی
شرابِ سرخ ہی مینائے آسمانی مین

بجھی نہ آتشِ گُل قطرہ ہای شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیان نکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیالِ منزل سی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی جا ہین جمع قدر اہلِ صفا
ہزارون دُر ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تہی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گردِ کاروانی مین

غزل ۴۷

نہ دل لگائیو ماہر بیان کسی گل سی
وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین

شعر ۹

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کوئی دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہمارے سوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مرے پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آئی نہین دل ہلا نہین

نافونکی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب شمہ سی کہین مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیے مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ ڈھونگ کسی کے جلا نہین

صیاد نے قفس جو رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب آج چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ہو ضعف زمانہ مین پہ وزیر
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اسکی پاس

شعر ۸	فرقت مین بھی مین دوست سے اپنی جدا نہین	غزل ۴۸

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین
خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریبگاہ جہان کا بھی ہے حساب کہین
کسی جگہ پہ ہے دریا اور سراب کہین

فلک نے اشکفشانی سے گھر ہو تیرا خراب کہین
روان ہوئی تو پری کی بہی ہے سیل آب کہین

یقین ہے جوش تحیر سے سنگ ہو وہ بھی
جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین

پس فنا بھی ہین دوران پہ یہ ذرہ فلک کی
برس پڑی نہ مری خاک پر سحاب کہین

دل شکستہ کو نایاب کیون نہ مین سمجھون
کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے
گناہ سے ہنو تر دامن سحاب کہین

شعر	یہ لہر رونیکی کہتی ہی دل مین آئی ماہر تڑپ رہی ہی تیری غم مین موج آب کہین	غزل ۴۹

کمی وقت جوشش بکا چاہتے ہین
نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کاوش کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کہلا چاہتے ہین

نہین موتین ہین ملو مجر مون کی
جو بوئے تہے کانٹے اوگا چاہتے ہین

امنڈ آئے ہین میری آنکھوں مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھوں سے مژگان پہ آنسو
جہازون کے لنگر اٹہا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دم فکر میری
مضامین روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ۵۰	سمندر مین طوفان ہے آہون سے ماہر جہازون کے پردے گرا چاہتے ہین	شعر ۱۳

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندہی ہی سوا اثیر موا تصویر مین

حال میرے ضعف کا اوسدم مصور پر کہلا
عکس بہی جب گر کے پہونچا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کسکو عالم مین تلاشِ منزلِ مقصد نہین — گرد اوڑتی ہی ہوا سی دامنِ رہگیر مین

دستِ گلچین مین ہین پژمردہ یون ایک ایک پھول — شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغلِ نالہ مجکو ہی ویرانے مین آباد ہین — بی مکین تنہا ہی غل پر خانۂ زنجیر مین

اہلِ غفلت کا گذر کب ہی ہشیارون مین ہوا — نیند آتی کسنی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت اونہین کرتی نہین — آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بھی فیض بخشی کی ہی پابند ہم — نیل پانونکا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب بے اصلون ہی مین ہوتا نہین — کب بگولی اوٹہتی دیکھے وادیِ تصویر مین

رہتا ہی مجنون سی ٹلی ہوئی وحشت کی بلا — تہی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری کی برو داران عالم کی محال — موجِ دریا کب پھنسی ہی دامِ ماہیگیر مین

قبر مین پہونچی تہی میت آئی جو دزدِ کفن — گہر پہونچی پر تہا الٹا قسمتِ رہگیر مین

گنبدِ افلاک سی گذری ہماری آہِ دل — کس ستم کا توڑ تہا یارب ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین پر آب
ڈبڈبا آے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشت داغِ دل ہری ہوتی ہے رونیسے مرے
ابرِ باران سے نہین کم اشک ہی تاثیر مین

ہین جو سرگشتہ تہی قسمت نکیون انکے دہر مین
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار رنگِ بہار ے
پھول ہی منقارِ بلبل مین کہی گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیسے صورت نہوتی پھر عصاے پیر مین

سخت ہے راہِ جنون کی دلیل اسیر ہے
نقشِ پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تابِ بارِ رنگ ہی مانی ابہی تصویر مین

وہ زمانہ اور رہتا قبضہ مین جب ملک و مال
اب ہی جز دو گز زمین کیا ملکِ عالمگیر مین

خاکساروں کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامنِ رہگیر مین

بیسہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتے کو نہ ساتھی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سکونوں سی جہاں مین خاک ہوا امید فیض
چین پایا کسنی تھکر سایۂ رہگیر مین

خاکساروں کا سلوک اعجاز سی خالی نہین
بی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجان مین گر قدرت تری
رنگ دوڑی خون بنکر پیکر تصویر مین

شکل کھنچوا کر ہوا بدشکل نادم اسقدر
روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۵۱ — شعر ۱۹

فیض رحمت نی کیا ماہی عذاب و نیر حرام
تھی جو داخل مجرمان واجب التعزیر مین

مرد غیروں کی لئی دل کو جلا دیتے ہین
صاف آئینہ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغ دل نزع مین کیوں سیر ضیا دیتے ہین
نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالی آواز کب اُنکو ہمین سنا دیتے ہین
قافلہ جاتا ہی چاوش صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین
غول صحرا ابھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالی کب خواب جوانی سی جگا دیتے ہین
شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہگار اسکے
چادر اسواسطی ہیت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی بہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہبر ملک عدم
چار ملکر او نہین جس راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین
خیر جس گھر مین ہی وس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آوے یوہین سیاہ منی وہ منزل ہی
پا شکستونکو بہی زنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دوستو ریخ کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بہی میرا
چاک ہوتیمین بہی زخت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہمتو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم وخطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی
قاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان مین
لاکہ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲

نظر دوستی ہی حفظ کرا پنا ماہر
کبہی پروانے بہی شمعونکو بجہا دیتے ہین

شعر

رحمت کا قبر مین ہی تو پیدا نشان نہین
اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
سوئی عدم ہی قافلہ بوئی گل روان
جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین
بانگ جرس ہی نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳

اک رنگ کی سخن پہ نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان سے پچہے زبان نہین

شعر

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرضی شباب مین
ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین
ہنستی ہین کیا گل کی موئی محاسن خضاب مین
اونکا ہی دل جو آئے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کربِ فراق شباب مین
تھمتا نہین ہی ریش پہ رنگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جیب اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز ابھر آئے آب مین

بندش نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمِ بشر سی حجاب مین

حیران ہون جا کے دور پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
مخفی ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب عمر خم مئی ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوئے ساقی کی آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین
کھل ملگئی بھی شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھیا تو مری صورت کو خواب مین

سچ ہے کہ اشک شور غضب تھے شباب مین
مٹی ہوئی ملا جو نمک کچھ شراب مین

شیشے کا عکس صاف ہے پیدا شراب مین
شان خدا فلک ہے عیان آفتاب مین

پیرو نکی بال کھل گئی ہین جب خضاب مین
بجلی تڑپ تڑپ کے ہنسی ہے سحاب مین

ساقی بھلا ہو ڈالدے انگور آب مین
شیشو نمین ہو شراب تو شیشی شراب مین

کب کچھ کھلی ہین ہے جو محاسن خضاب مین
سرگوشیان سفر کی ہین شیب و شباب مین

یہ فکر کے طلسم جہان خراب مین
باقی رہا نہ مغز بھی فرق حباب مین

پرسش سے بیگناہ بڑے پر ہین عذاب مین
کیا جانے کیا کہا ترے رحمت کے باب مین

رہتی ہین کیون حسینو نکے عشاق منتظر
کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب مین

اپنو نکی یون رجوع ہے انسے دم کشش
کھنچی سی لو پھر آتی ہے جیسی گلاب مین

مضمون تپ کے دیکھ کے قاصد سے یہ کہا
کہنا ہم آپ آتے ہین خط کے جواب مین

کیون آئین جوش می سے نہ شیشو نکو ہچکیان
بیٹھے ہین مست دیر سے یاد شراب مین

کیا ہوگا آگے پاک جو کردینگی محتسب | کچھ فرق پڑ گیا ہے مئے نابکے حساب مین

قاصد کے انتظار مین آخر ہوا یہ تنگ | لکھنے لگا مین آپ خط اپنی جواب مین

پھر پھر کے آپسے نگھر رہا ہوگئین اپنی بو | بازو پہ وہ شعر رکھکی جو لپٹی تھی خواب مین

تربتین جو سوال کہ ہونے ہون ہو چکین | اولجھن سی ہے طبیعت حاضر جواب مین

کس عجب گناہ سی یارب ہے عصیان اسقدر | رحمت کو دیکھتا ہون تو ہی اضطراب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کبھی تو رد کلون | بل کھا رہی ہے زلف سیہ پیچ و تاب مین

تشریف آوری کی بس اسے تو ہے امید | کچھ آج کل سی فرق ہے نا اضطراب مین

قاصد بھیجنا ہے یہی بات کا نباہ | ہمزہ لکھا نہ وصل کا سارے جواب مین

مستونکی بزم گرم ہوئی میکدے مین جب | شیشے ترق ترق گئی جوش شراب مین

پورا ملا ہی سہم کسی باغ دہر مین | بو تک تو منقسم ہے دماغ و گلاب مین

وہ دن خدا دکھائی کہ قاصد دیے خبر | لیجیے وہ آ گئے ہین خط کی جواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا
موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون سنے کے لکھکے مجھے خوب بن پڑی
غصہ نکالنے وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا ہے وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین نہ ہات وہ چہرے پہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائی منقلب کا نہ قائل ہون کسطرح
سیدہا ہوا فلاک نہ کسی انقلاب مین

مستی نکلے دلکے سینہ مین کیونکر نہو نکان
طاقونپہ شیشی ہلگئی جوش شراب مین

کہتی ہین میری لاش سے پچھین تو دیکھئے
کیا ہوگا گر زبان ہلگئی جواب مین

آنکھین کھلین نہ بے خبر مگر صاحبان عشق
اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منہ سے نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آبھی چکین لحد مین مری منکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلئے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت تیری دیکھ سکیگی عذاب مین

بیدرد اوسنی کون ہی بڑہکر جو کہین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری
آنکھون پہ ہاتھ رکھدئی فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو تڑپتی آتی ہین چشم پرآب مین

بوسہ کسینی چھپکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلا ہین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کیونکر سنبھل سنبھل کے نہ گویا ہون قبر مین
ہوتا ہے کسکا ذکر سوال و جواب مین

برہم تو میری دیدے ہین اف رے چھپنا
آنکھون نے اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مڑکے بھی دیکھا نہ میری سمت
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرط شرم سی آنکھین سو جاتی ہین
اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلتی ہی بو بھی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین ہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون مین وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین وہ مجھے حجاب مین

راضی ہین دیکھ میرا تڑپنا جحیم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہر صبح شام وصل ہو بیٹھی ہین اسطرح
نیچی نگہ ہے فرق جھکا ہی حجاب مین

قاصد نے بھیجا ہی یہ بہانا ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت سے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشی گئی جو لوگ تو بولا مین پر گناہ
پروردگار حکم ہے کیا میرے باب مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہو گئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا نہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیئے ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی دردسی خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

لے قصد گھومے جاتے ہین اللہ ری نازکی
بل کھا رہی ہے زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتے نہ مجھکو سخت نہوتی نمود خط
بھیجا خدا نے خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر
یون سر کو خم کئے ہین کھڑا ہون حجاب مین

شیشے بھی کیون نہ جام پہ اب قہقہے کرین
رہتی نہین ہی پینہ ہانی جواب مین

مستونکے یاد کرنیسے جب آئین ہچکیان
شیشے اوبل اوبل گئے جوش شراب مین

کیون گردش جہان نہین ہین مست مضطرب
شیشے بھی خون الٹتے ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہ ہو زخم جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مستون نے میکدہ مین جو پھینکی کلاہ سر
شیشونکی ڈاٹ اوڑ گئی جوش شراب مین

کہتے ہین پھیرکے دانہ تسبیح وقت ذکر
کچھ ہوش نکلے ہاتھ سے دل انقلاب مین

دعوے مین فرق آئیگا نہ فرمائینگے حضور
کچھ پوچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنے کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ٥۴ — شعر ٥٧

مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین
تم بھی چلو شریک ہو کار ثواب مین

پرتو حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین — روئی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھون مین نہین نور سر طور نہین — کون شی ہو مری جان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین — آپ اپنی ہی کھنچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین — لاش اوٹھانا ہی مری جان تمھین منظور نہین

جلوہ اونکا ساہتا بندگی نور نہین — آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذب دل وان موثر ہو یہ مقدور نہین — نازکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطع رہ مین دم ضعف بھی معذور نہین — گر کے رہجائے کہین سایہ کا دستور نہین

می پری کب ہے گر افشردہ انگور نہین — اتنی آنکھین نہ رسیلی ہون تو پھر جور نہین

کسکا دل سوز غم دوست سے رنجور نہین — شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دل کافور نہین

اتنی جانین پی مری لوگ مجھی منظور نہین
خون دلونکا ہے یہ افسردہ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین یہ اوڑ جاؤن تو کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری لکونکیون ہو غافل
لکھونا معمول تھا اور ڈھونڈھنا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی تپلی کی ادائین ہین گواہ
نشہ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوارونمین حیا ابروؤنکی تھمتا ہے
مرد میدان کہو اسکو گر سُور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کرے صفت آنکھون مین
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہو تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہوئین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث ہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہونا مجھے منظور نہین

مہندی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی چلئے دوگام
آپ بھی پاس ہین تربت بھی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا تجمل یہ مین کہتا ہون
شیشہ مے ہی یہ کچھ دانہ انگور نہین

گرتے پڑتے صفت عکس ہی آجاؤ کبھی
قبر بھی کاغذ تصویر ہے کچھ دور نہین

آپ اپنے ہی سے لپٹو مین نکیونکر شب ہجر
آنکھ سے دور ہو دل سے تو مرے دور نہین

کوئی ہے دل مین مرے آگ لگانے والا
آپ سے آپ جلے شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت گر پڑے
عکس رہجائے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دامن وصل کا بچائے مرے ہجر کی شب
سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا فوا کہ مین مزا درد کی لذت نہین گر
کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیونکہ تسکین مجھکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر قرب وصل
نعش بھی نزدیک ہی اور تیشہ بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش مقصد سے یہ کہتی ہین
آنکھ مین حسن ہے بھر گیا جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاشِ مفلس سی کہیتی ہی ہوا عالم
بو ہی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا
مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصور سی کھنچا بیٹھا ہے
اب کاغذ یہ گرہی عکس تو کچھہ دور نہین

اوسکی تصویر کو یہ چھیڑکے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن مارد جو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھہ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو تو بخشو اسکو
ناز پروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھہ دیکھنے والو کے لئے
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ بو پھوٹی
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھہ نام کو سینے مین ہے لیکن ابھی
کھوئی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش نکلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونکی تصویر کا کیون رنگ نہ رہ رہ کے اڑے
سر کھلے بیٹھین کہین بیچین یہ دستور نہین

اُسنے جو انکو مری بھینٹ کے کہتی ہی لکھد
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم سمجھتے تھے کہ دل ایسکے گئی گر تصویر
لکھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق تھی سی ہر صفت مین پس تو ہین [illegible]
ورنہ دشمن کو بھی گرنا مرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دلکو مین اب تجھ تو اٹھ
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر ضعیف
رنگ کے ساتھ خود اُڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

ناز برداریونکا بوجھ وہ رکھا رہا کیا
یہ کہو لاشہ اوٹھانا تمھین منظور نہین

کثرت جرم سے نظر و نہین ہی صورت میری
منھ کفن سے بھی چھپا ہون تو مستور نہین

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین پلی ڈرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جنکی تصویر سے مرنا بس ہے کہدو اونسے
آپ ہی بنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین کر کہین کہتی ہوئی تپی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہین

دیکھیو اب گل پارہ ہی ہو یہ دل پا گیا ہو
پھیر لینا نہ مجھے رکھنا وہ نہیں منظور نہیں

لوگ غیروں کی لیے بیٹھے تھے خوش ہوں ہو وے
اپنی بھی چال یہ ہیں رو دوں تو منظور نہیں

عالم ہے یہی خبر خلق میں ہے جو مرتا ہے
مر گیا دل مرا کس طرح کہ مشہور نہیں

غزل

لے گئے خاک میں قارون کو فلوس پاس ہی
یہ بھی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہیں

مطلع

نظر کی ایسی جھکی کہ خم آیا پشت ابرو میں
تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو میں

یہ تڑپی ہیں جب آئے ہیں تیر وحشی کی قابو میں
کہ سم پھٹ گئے ہیں لپٹ کے آشنا آہو میں

تھا آشنا سلیقہ مرد کو ظلم کی خو میں
ستمگر کوئی تماشا ہی طلسم چشم جادو میں

اشارہ ان کا اثر پہنچا کہو ونکی جب مرا اک مو میں
چلی تیغ پہنچی اک جنبش شمشیر ابرو میں

سمجھکر کھچے نشانہ زر زلف سیہ مو میں
دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا موئی گیسو میں

کوئی تو سر چڑھا دل تری زلف سیہ مو میں
کہ نشانہ خندہ دندان نما کرتا ہے گیسو میں

بسایا تھا جنھی صلت نے اونکی بوی گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی ہوتی ہین سچ ہے تو فلک اب کیسی جگہ ٹھہرین
ادھر دل بیٹھتا ہے درد وہ ادھر اوٹھتا ہے پہلو مین

دل جانباز کو کیونکر نہ اب شوق شہادت ہو
نہین ہین بسملیان تیغین کھنچی ہین دونو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف پیدا ہے
پری کو دی کی ہلتی ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین کیون نکالا ہے نہ وہ سرمہ کا دنبالہ
نیا اک پیچ پہلو کیونکر ہے نہ شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ مین سیرین
وہ خود جاتی ہین پھنس طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین ہین اشکہا سی سرمہ آلودہ
بھری تھی کو کمر موتی جو دیکھی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن کو منہ پر رکھکی روتا ہے
پڑی ہی لاش بے کفن تیر جگر کی دل کی پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈھلکا کی اشک سرمہ آلودہ
لگا یا قفل بی طرفہ طلسم چشم جادو مین

سنا ہے آئین منہ بیٹھکر دیکھینگے وہ سیرین
تماشا پتلیون کا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک اونکی جانا دیکھکر ایدل
ظفر تکیہ لیی بیٹھا ہی کوی چشم جادو مین

خدا ہی راس الے دیکھیے اس بطن کیا ہو	او لجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسون مین
یہان مقصود اوٹھکر ہاتھ دلبر سے آتا ہے	وہان چلنی ہین رگکتا ہے جو شانہ اونکی گیسون مین
معاذ اللہ اب مین کسطرح لقین چھوڑون اونکی	بلا مین شانہ لیتا ہے تو دل گرتا ہی گیسون مین
ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیکی صفائی کو	لگا تا ہو ہین حب سے مہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶	خدا بخشے کما اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا لہو سا کچھ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین	شعر ۲

کی نظر باز تمہی سب وصلت کی راہین ملگئین	ملگئے دل نہی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین
تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین	یون الگ تھین جا سب منزلیسہ راہین ملگئین

غزل ۵۷	ولہ	شعر ۱۷

جنبش ہی شعر راشک سے عرش آہ مین	سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین
بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین	مضطر ہی نا خدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھراؤن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محو ناز کوئی سیرگاہ مین
آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُف رے تباہیان مری الفتین چاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دود آہ مین

کہدو مسافرون سے نہ آئے کوئی ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر کے اوٹھنے سے راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی لے آکے جو خبر
پھیلا کے پاؤن سوتے ہین جادے بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق سے ٹیڑھی نہو نہ دو
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی بدن سے نکلتی نہ حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے نہ کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سے ہو خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئین خریدار غیب سے
یوسف کو ایک رات بھی گذرنے نہ پائین

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو بھی کچھ عذر جو ہوگا دکھائین

تھکتے ہین جب بیٹھے وطن جا کے ناتوان
آتی ہے یاد یار کی [illegible]

غزل

ماہر [illegible] تیرہ بخت [illegible] شب [illegible]
سرمہ نظر سے جسکی ہے چشمِ سیاہ [illegible]

شعر

تاثیرِ دردِ ہجر ہے پچھلا پہر نہین
دل کی مراد [illegible] ہے طلوعِ سحر نہین

کٹتی شبِ فراق کٹی ہے خبر نہین
بگڑی ہوئی گھڑی ہے فلک کی قمر نہین

وہ نازکی نہین کہ جو غفلت اثر نہین
کیا ہوش مین آئین کہ اودن کمر نہین

جوہر کا وصف جسمین نہین نیشتر نہین
کسکی نہ باچھ قسمتِ دردِ جگر نہین

تاثیرِ اشک شور ہے پچھلا پہر نہین
کچھ رنگِ شب گیا ہے بیاضِ سحر نہین

بیدار آنکھین کھول کے دیکھین تو کچھ کھلے
فرقت مین رنگ اوڑا ہے طلوعِ سحر نہین

آگر سیاہ خانہ میں ہیرے ڈرانہ کون
شب کا بھی رنگ اڑا ہے طلوع سحر نہین

معشوق مین کمی کسی شی کی محال ہے
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہی کمر نہین

اُف ری درازیان کہ جوانی گذار کے
آئی ہی شام ہجر کی پیری سحر نہین

ہون مثل مرغ قبلہ نما قید ی جہان
ٹکراؤن کیون نہ سر کہ مری گھر مین نہین

زلفین لٹک کے دونون پیچ کیون ملے پہنچا
جس سے کہ تھی یہ جھونک وہ نازک کمر نہین

دنیا طلسم حسن حسینان دہر ہی
گردش ہی چشم مست کی شام و سحر نہین

ہی گھر مرا کہ آئینہ کسکا نہین گذر
سد و د بھی نہین ہی اگر باز و در نہین

نادم وہ گر نہین ستم ہجر پر نہون
کیا بھیگتی بھی رات پسینہ مین تر نہین

غزل ۵۹

رہ رہ کے دل مین اوٹھتی ہی ماہر کے کیون چمک
بجلی تڑپنے مین دل مضطر اگر نہین

شعر

ہی غول راہ دہر قمر بھی قمر نہین
اک مکر چاندنی ہی طلوع سحر نہین

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین
کسکی خبر اونھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین
سچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین
کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین
کیا جانے دل پہ کسکی ہین جنکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تاب نظر نہین
کیا ہے جو غیر حالت قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمھاری خبر نہین
انگڑائیونھین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھونمین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین
کس سمت ہو کہان ہو کدھر ہو کدھر نہین

مژگان پہ اشک چشم بھی ہین لخت دل بھی ہین
انکی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہل دل دیکھتے نہین
کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین روئیے نہ دبے ہو دل شام ہجر کے
میلی سی چاندنی ہی ضیائی قمر نہین

مژگان کی صف میں دل ہی لٹا آئی ہی جس سے
افسر ملا ہوا ہے امیدِ ظفر نہیں

جلتا ہے عود اگر کا بھی دل دیکھ حال پہ
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہیں

چھا گئے ہو وُنکی چشم کا ہی عکس چرخ پہ
آنکھیں جھپک رہی ہیں نجوم سحر نہیں

پلکوں کی بھی ہوا سے وہ آتی نہیں کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھوں میں گھر نہیں

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت میں مست ہیں
کھنچکر چلے کمان سے کہاں کچھ خبر نہیں

کیوں نیند بند کر نہیں کرتی ہی اہتمام
وہ چشمِ نیم باز اگر بابِ شر نہیں

کرتا ہوں چین پا کے جو آنکھوں کو بند میں
کہتی ہے موت اب تو وہ دردِ جگر نہیں

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ رہ جاؤں ہجر میں
جسکو میں ڈھونڈھتا ہوں وہ دردِ جگر نہیں

کی وحشی ہی نہ آ کے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی تیرے مرض کی خبر نہیں

کانٹا سا بدلتی آتی ہیں آنسو بھی سوئے چشم
جاتی ہی لاش قبر میں لختِ جگر نہیں

مثلِ حبابِ غنچہ میں گیسو ہیں ڈوبے لب
آنسو بھرے ہوئے ہیں مگر چشم تر نہیں

حرفوں میں بھی نشان ہے کیوں شگاف کا
زخمِ زبانِ کلک سے زخمِ جگر نہیں

کیوں چھپ نہ جائیں دونوں کے رخ میں
دو لاشیں دونوں سمت ہیں قلب و جگر نہیں

عکس دہان آب سے کیوں سبزہ رنگ ہے
گر زہر کا تمہاری نگہ میں اثر نہیں

معدوم یاں دہن کی تو خبر ایک بات تھی
کس پر کھڑی ہیں ہات رکھے گر کمر نہیں

ہے آنکھ میں وہ عشوۂ مژگاں سے سامنا
انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی دھر نہیں

کیا کس سے اپنے چھوٹے ایک سحر وعدہ کر گئے
سب آئے ہیں پہ اس کو کسی کی خبر نہیں

لب بند کیوں ہیں کیا ہوں گلہ کیوں نہیں مجھے
کچھ میٹھے میٹھے درد میں لذت اگر نہیں

دل جسکی چاہ میں دیتا ہے ہجر میں
یوں دم نکل رہا ہے کہ مجھکو خبر نہیں

کچھ حال تب چھپاتے تھے ہم اپنے رنج میں
نیچی نگہ جو کہتی ہے اسکی خبر نہیں

کیوں موتیوں سے اشک نکل آئے ہیں مرے
ٹوٹی ہوئی گرہ نہیں اگر رشتہ تر نہیں

کیوں آہ نفس چھوٹتی ہے عرق آیا ہے کس لیے
بھاری جو رات آپکے بیمار پر نہیں

جراح بھی چھوئے تو مین کیونکر تڑپ نجاؤن — اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اتری انکی زلف — سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹتی چھٹینگی وہ عادتین — کے دن ابھی ہوے کہ مرے بال و پر نہین

وہ محو خواب ناز ہین نکلا ہی آفتاب — دکھلا رہا ہے آئینہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر — کیا آپ مین ہی آنیکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح — تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک — گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ — دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ — آئینہ منہ پہ منھ کو رکھے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پہ — سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دو بانٹی ہین کیون اتنی دور سے — گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز شمع مین گر کچھ بھی ہے اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر دل مضطر پہ کیون حضور
پارہ نہین ہے برق نہین ہے شرر نہین

وہ اور کسیکی سامنے شرم سے جھکائین
ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہے
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون شیم باز رہ گئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گھر گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین کرتے ہین منہ کی سیل
اس نازنین پہ خنجر داونکی نظر نہین

آنکھین اوٹھ لگئی ہین جوانی کے نشہ مین
اے شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جو کھنچکے تو بولا مین نزع مین
جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون چھٹتین پڑی ہین دوپٹے مین آپکے
مل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی تھی ہوا ادہر اودہر سے چلی ہین یہ
سچ ہے کہ دل لگی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون اسکی روشنی مین نکلی بدن سے دم
آتی ہی گر چاک نہین درد جگر نہین

معشوق بے حجاب کو اوڑاتی ہی بت
یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگو نکے پر نہین

بیدرد یون سے پہنچتی ہو کیون او تار کے
ہیکل کی تختیان ہین یہ لخت جگر نہین

شکلین مٹی ہوئی ہین ورق پہ مین کیون دہان
کھنچتی ہوئی رگو نمین مری گر اثر نہین

اک آئینہ مین عکس ہی اک چشم صاف مین
حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھڑکا کو دلکی غرض ہی کو دیکھیے
دعوہ بھی اوس پہ کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچی لائی ہین چلنے مین کس لیے
گر ہو نمین آنچلو نکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرو نپہ طعن ہے
خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سو گئین کس سے بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی دھوم کے چرچے ہین نام ہے
بن بن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل اسے لیکے جھوٹ موٹ کا سوتا جو سوئے ہین
یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اب نہین کہ سُنین نزع اوترا آئین
کچھ دل پکارتا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل ٦٠

کٹنا شب فراق کا ماہر محال ہے
کچھ کھیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ٢٥

غضب ہے سبزہ رخ کہلی اسکو ستاتے ہین
نگاہونکی جو پڑ نیکے نشان کچھ پاے جاتے ہین

کوئی اونسی کہی جو ساتھ پھر دفن جاتے ہین
مبارک ہو زمین عشق ہوئی عاشق سماتے ہین

عبث کیون ست دو مجکو بار احسان دباتے ہین
جو خود اوٹھی جہان اوسکا الالفسہ کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن ہیں آپ اوسکی جا ہے مین سجاتے ہین
اوسی بالیدگی ہی آئنہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو گل جلاتے ہین
خود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تنونکی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھنچ آتے ہین

بشریت کو بھی تا دست رس اپنی ستاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانونکی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین | سیاہی صبح ڈالی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہی یہ پاس جب آتے ہین | نجانے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سی مٹاتے ہین | نشان آئینہ مین کسکی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شاد ان جم جو شمعونپہ کھاتے ہین | دہی ٹھنڈا ابھی کر دیتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی دکھاتے ہین | زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تجھ ہی سے ذکر اونکا جا بجا دو | دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی ہے مثل آئینہ | ذرا ہی جب کشش ہوتی ہی وہ دلمین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہی بوسہ | پتنگے جلنے مین کچھ منھ سے یون کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہونچی ہی | نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری دکھین | کہ جوہر سیکڑون ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین | چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبارِ دشت اوٹھا دیکھکر قدم اپنی اوٹھاتے ہین

برنگ بوے غنچہ کیون نقاہت مین نہ ہوش اوڑتے
نسیمِ صبح کی جھونکے مری دلکو ہلاتے ہین

ذرا آنسو مرے تھمتے ہین کچھ تسکین سی ہوتی ہے
تڑپکر جب [illegible] لگو ہلاتے ہین

قیامت کے جب آنکھین نظر آتی ہی دیدار کو
زمین سے چلنے مین کھنچتا ہوا [illegible] ہین

گلا ہو آپکی بیرخی کا شمع مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاون جب ہین انھین سے جاتے ہین

ٹپک کر یہ صدا دیتے ہین اشکِ شمعِ کافوری
جلین دل اونکے جو ٹھنڈا کسیکا جی کو جلاتے ہین

غزل ۱۶۱

سلیقہ مثلِ ماہی بات کرنیکا نہین جنکو
مثالِ عکسِ آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر ۹

یہ حباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زبانین نہین وہ [illegible] دیتے ہین

سچ ہے سختی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ شرر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپرجانکی منظور کرو
ہات پر رکھکے تمہین مُنہ پر جو سر دیتے ہین

ہین بخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی نہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دہو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہ اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانبازیو مین جا مونکی
لوگ لکھ لیتے ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ٦٢ — شورش اُنکو نہین کیونکر یہ سنون اے ماہر / کچھ خبر دلکی مجھے دین تر دیتے ہین — شعر ٢٨

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی ترم سی جو مُنہ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش ہین کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترتین ہی جو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین
یہی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

نہ خوش ہون وہ کہ جو دید ہلال کرتے ہین
فلک سکو چھری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کہو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خون کی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق سی بی سخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوی ڈرے ہوی لوگونسی کہدے فی بچ کے وقت
یہی چھپاتے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثل غنچہ اے صیاد
اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

یہ کیسی لوگ ہین یا رب فرشتگان لحد
کہ جا نکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان انکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری قبر مین منہ کا بھی پھیرنا تھا ضرور
جہانمین یون ہی کسیکو حلال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جواب دو ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سے
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھام کے اب عرض حال کرتے ہین

غمزہ کی ہاتھ ہی کہتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے وسیلے سے سوال کرتے ہین

وہ لوگ ہی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ
چھری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھونمین
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

نہ جا صدائے فقیران آسیا خو پر
یہ جتنا سیر ہو اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسیٰ عمران پناہ دید سے — یہ کسکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳

اونہین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے
بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین

شعر ۴۴

جراح درد زخم سے رؤن خو یہ نہین
دل ہنس رہا ہے بخیہ تار رفو نہین

اب کیون ترے گدا کا سفر مثل بو نہین
حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین
حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین

ناقدر درد غم کے نہونیسے شاد ہین
مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون جس دم کئی ہین قفس مین اسیر باغ
شاخون مین پھول اک نہین پھول نہین بو نہین

پروانونکو جلاکے دکھا شمع کا نہ دل
اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھہ دو فاتحہ
میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دھبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر
اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پا کے کہتے ہین دل سی مری وفا — ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا — شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اُنسی یہ کہے — پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ — جو چُلپو دن نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن سے جا پڑی — ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین — چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھتک تو عادتین ہین جگانیکی رات بھر — سونے نہ دی اونہین یہ مرے دلکی خو نہین

پرتو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور — بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین الجھین تو کیا کرین — گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ — رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتے ہیے دل مین ڈال کے روزن مرا دل — اس درسکی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہارونکا زور دیکھ کے ناوک لگائیے | اولٹی پھرین تیغ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تیر دیکھ کے حسرت زدونکو مین | سُن رکھین سب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو | معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو سمجھین شراب سُرخ | مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا | وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل ہی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے | پُھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل | ہی کون جسمین شرکتِ خُم و سبو نہین

خنجر کا منہ بھی رنگ کے پردہ مین ہے نہان | دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ رہنے دین اپنے تیر | غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکان مین رنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو | جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے | کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر یہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہون کہ مرا دل لہو نہین

گر دردِ زخمِ دل کا سنوگے تو ہوگا کیا
چھوٹی سی منہ کی بات بڑی ہی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلونپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبرِ رنگ و بو نہین

تولیدِ خونکی مردہ دلی مین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چھاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضدونکی مچلنی کی خو نہین

جلّاد روئینگے دلِ زخمی کے حال پر
باتین شکستہ بخیۂ تارِ رفو نہین

زخمیِ دل سیے ہوے لب کی صدا سنین
ٹانکونکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلّاد سب جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

ہر عکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر رو برو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ روائے جہان کو
غنچے کے دلمین ہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور رہی برا
ہمت پکارتی ہی ابہی دل لہو نہین

غش کی سی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین	اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی
اب انکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین	یہ کیا کہ میرے پاس تھیں سو دلین حسرتین

شعر ۳۴	گل کی طرح کیون خموش ہو ما ہر شمع بزم چھن جائے منھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین	غزل ۶۴

مجھے اس شہر اسی ہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر رہے تنکا نشیمن مین
رگِ جان مین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نشیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر و نکے جیسے بو رہے شیر و نکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین ہمیشہ کی طرح غیرون کے مسکن مین

کوئی دم آ رہی ہے تیغ دستِ تُرکِ پرفن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو ہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امید ونکی

اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بند ہین باندہی کسیکی اہلِ وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھاہم صفیروں پر بھی جو ساتھ آئے ہین
یہ جس مٹھی مین ہون گلچین چھپالے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سر سے پاتک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمرِ رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتارِ سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظرین

وہ رزقِ برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشمِ روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سُنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اونجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سنّاٹا ہے گُلشن مین

تعجب کیا جو پھلے کی طرح دل بھی نکل آئے

لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا

کہ مستون کے ہاتھون ہی ہی گرپڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل

اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر

ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان

بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون تکیو نکر قتل یہ کہکر جو وہ روئین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انکین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑھکے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تہمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوترکر زلف نے اوسکی جگہہ روکی ہے شانہ پر

کبھی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اوسنکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین سنے توڑ ا لا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۶۵	بشر ہو کر فلک کی گردشین باہر سہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	شعر ۱۶

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی داب و داب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین اور گویا جواب مین ہون

عدو سے اوٹھکر عذاب مین ہون محال کے خطاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو اونکے عذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو تد کے مین خواب مین ہون

کہ عجب اضطراب مین ہون صدائے او نکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکر عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پہ بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ و تاب مین ہون مین سمجھا او سکے حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوا ادھر گلے تک شراب مین ہون

برنگ بوئے چمن جو بکھوایا مین بیٹھ کر دلکو خوب رو دیا

ہوا بس آتے تین کو ہی گو یا کسی کے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم وجا مین سیہ زکہتا ہے استخوان مین

کبہی ہو مین نبضِ عاشقان مین کبہی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈوبنے مجہسا بہی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

اوبہر رہی ہے زمین سے ریتیل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حالِ قلبِ مضطر تڑپ رہا ہے اوٹہا اوٹہا کر

جہان مین تہیلے نہ در دکیو نکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یو ہین مین ہارا کیا تہا شعلو نے کچہ اشارا

مین دستگیر و نکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دُکہ تو فلک نے ڈالے نہ منہ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکہائے جو قلبِ مضطر تو سر بسر ہی صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثال گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ٦٦ | شعر ٦٩

نہ خوش ہون ما مہر ستاکے دشمن جو ہون مین گردش سے خستہ آہن

زمانہ بھی تو ہے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین
تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دوست جو میرے قرین نہین
سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دُوربین نہین

احسان نہ لے تو مثل ترا بھی کہین نہین
اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس ہی بنام عشق کوئی نازنین نہین
مجنون تو ہین بھی لیلی محمل نشین نہین

ای چرخ کاملون کی جگہ کیون کہین نہین
تکیہ سی بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑکے دیکھتی ہی کیا کہین نہین
دنبالہ سُرمہ کا ہی کوئی دُوربین نہین

متجا ہی شکلِ حزن تو جا تو حزین نہین
تقدیر کا لکھا ہی یہی پن جبین نہین

عاشق تو نکی شکل تو خود نازنین نہین
عکس انکا جسکے رخ مین نہین آئینہ ہی نہین

سینے مین حق سے کیون یہ کیون ہی نہین نہین
شیشون کا ہی خمیدن ہی آتشین نہین

کیونکر مکان بھی باعثِ زیبِ مکین نہین
تحسین ہے یہ حرف جو کرسی نشین نہین

سنے روئے کیون نہ رو دل کہ جسا حزین نہین
آنکھو نپہ آستین ہے چین جبین نہین

سچ ہے پناہ منبر خطون کہین نہین
یہ آب زیرِ کاہ ہین حسن حسین نہین

کیا اہلِ نام چین سے اپنے گھر مین ہوئے
جب آشنا زمین سے پشتِ نگین نہین

ہو لامکان تو اہلِ فنا سے کرونہ ناز
گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جامہ مین مار کے ہو جو زہرِ جنون سے ہین
افعی کے تن کا پوست یہ ہی آستین نہین

گر ہون نہ صفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغِ مکان نگین نہین

بوسے ہین نشان پہ کیون نازنین خفا
شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا کرے
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خون کی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون مین قیدیِ جامہ ہو نہین کیا
ہاتھون کی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسنِ نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا ہی چکے جمال
کیا خوب سب تو منھ سا ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ ظفر کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِّ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی ورا تنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے دُرِّ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا ہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دکھا دیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھون مین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادی کی آہُو وہ
ہین موم خام سُمِ غزالانِ چین نہین

ہُون آتشین لباسِ گُل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکسِ آئنہ تو نہ کھلواؤ مُنہ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرقِ مالدار کا باعث جہان مین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانے کی طرح سب
ہان سی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا بُرا ہو نہین کہ ہی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بُو
جسمین نہ دستِ غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارون مین کچھ جو بات
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظارِ اجل مین مرین غم کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونی کا کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب ہی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفتِ دُور بین نہین

یون گر نہ آئے دیکھکے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میرے دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دبتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوا خلق ہی ہوئے منھ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ تپاک سطرح ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والونے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دل لگی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپکے آج بیٹھے ہین چھپی کہین نہین

ظاہر کے خاکسارونمین عیب ہین بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کاہکشان شبِ فراق
عُریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کروں گلہ
مین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منہہ سی کہو مین نمانونگا
ہرجا ہو میری جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سوزن سی پوچھیے
لاکھون بنا گئی گھر مگر اک مین کہین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جلوی سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئی
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی ہے آنکھ ہو نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ لیکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگی آنکھ کے پردے پڑے ہوے
یہ آنکھ وہ ہے آپ سے بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منہہ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین ہم حسین نہین

آنکھون کی آگے لاؤ تو دیکھو جہان کا حال
دنبالۂ سرمے کا بھی کم از دوربین نہین

تہا جو آنکھون آنکھون مین میری ہوا ہے لوگ
ای نیند تیری طرحسے وہ بھی کہین نہین

تو یہین کہین چہپی بیٹھی ہو میری جان | یہ بہی کہین ہوا ہی کہ ہوا اور کہین نہین
کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری بہی خلق | جسپر مرین نہ سب کو دی ایسی زمین نہین
صاحب ہنر ہو نہین تو ہے قدم لگا ہی نام | حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین
کیا چلتے پہرتے لوگونکا شکوہ ہو اے فراق | بیٹھا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین
ای بیخودی کر اہنے کا آج کیا سبب | سینے مین دیکھو درد تو میرے کہین نہین
ای کہوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہی اب | کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین
بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹھ بہی کہڑے ہوئے | اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ۶۷ | بیٹھو گے لاکھ ہٹ کے جو ماہ سی ہو گا کیا
مژگان پہ اہکی اشک کم از دوربین نہین | شعر ۱۱

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو | کیا دل دو دکھا نہین یہ طولاہی آہ کو

عمرِ روان سی دُور رکھا ای دل گناہ کو
ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکون سی کچھ سکون ہے مجھ پُر گناہ کو
تھا بنا ہے لنگرون نے جہازِ تباہ کو

کہتی تہی چھوکی آہ یہ عرشِ آلہ کو
دکھین ملک بہی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑکے عرشِ آلہ کو
کیونکر کہو نمین تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیون اشک ہون ضرور مجھ پُرگناہ کو
لنگر سے روکتے ہین جہازِ تباہ کو

دیکھین بشر جو چشمِ بصیرت ہے اکنے را
ہر رگ دکھائے معرفتِ حقکی راہ کو

درویش طبع جو ہین گذرگاہ دہر مین
چلنے مین چھوڑ دیتے ہین وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تنِ بیسکون سی تو
لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیون وہ دلِ ستم ندل مضطرب کرے ہو
ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

شعر ۲۳	ما ہر یہ غفلت کفن و قبر تابہ کے اب چھوڑ بہی جانکے سفید و سیاہ کو	غزل ۶۸

سوزِ غم آہوں سی میرا تیز تر کیونکر نہو / آتشِ سوزاں ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی نم ہو مژہ لختِ جگر کیونکر نہو / آب دیں سی نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری مین میرا جامہ در کیونکر نہو / چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی مین مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو / سنگِ خلقت ہین تو باطن مین شرر کیونکر نہو

شیب مین نور ہے ہر داغِ جگر کیونکر نہو / گُل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو / ضو فشاں ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہ مین نے گر تو اسکا کیا عجب / جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہِ وصلت مین گذشتہ کا بیان / ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سے پکّی نہ کیونکر دل مرا / تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بیچ مین واحد ہوئین / مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گھبراتی ہی روح اے فرطِ غم / داغ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتابِ قصۂ زلفِ دراز — پھر مطول اسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک — گرم پہلو کرنیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمالِ اوج سوزِ آتشِ فرقت کو ہو — شعلۂ سرکش نگاہونمین قمر کیونکر نہو

ختم کردی عشق جب مجھپر جہانکی انقلاب — دوستِ دل سا دشمنِ بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا وامِ غمکو حصول — دشتِ محشر دامنِ زخمِ جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلین گردونکی مجھپر پست مین — پھر مری تیغِ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہوکر مجکو مرنا ہی فلک — تیر بجانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغِ فرقت جا ہین دلچسپ اسے سوزِ جگر — یاد لطفِ وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسملِ شمشیرِ طولِ شامِ فرقت ہون فلک — میری نظرونمین شفق خونِ سحر کیونکر نہو

جزوِ آفاتِ سماوی کو نہ بدلون گل سی کیون — شاق تر مجکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

فتحِ بابِ شوقِ صحرا مجھپہ جب کیوے جنون — آہنی دیوارِ زندان ہو تو در کیونکر نہو

غزل ٦٩	یاد مین آہوئی چشمِ یار کی نکلا ہے دم مرگ ماہر کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ١٩

کہان تابِ کسافت صاحبِ طبعِ مصفا کو
کہ دستِ صاف ساقی سے بہی قی آتی ہے مینا کو

کیا ہی یاد کن مستون نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنکر شورِ قلقل ہچکیان آتی ہین مینا کو

لگا اتنی تو آگ آ وا آتشِ فرقت سراپا کو
سپند آسا اڑادون مجمرِ دل سے سویدا کو

پلادون کیون نہ آبِ آبلہ وحشت مین صحرا کو
زبانِ خشک سمجھا ہون مین نقشِ کفِ پا کو

ملا خلقت سے خون کی لطف وہ قلبِ مصفا کو
مئے گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبہی دیکہی جو مجنون نے لگی صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلی سے کم داغِ سویدا کو

یہی حسرت ہے ای دستِ جنون مجھ وحشتِ پیما کو
مثالِ گرد بھٹتے دیکھلون دامانِ صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھ پر حبابون کے
گرہ مین اور باندہین جسمہاے آب دریا کو

سوئی گرن دو نظر پڑتی جو میری نشۂ مے مین
سمجھتا خوشۂ انگور مین عقدِ ثریا کو

فلک اوسکی مین شمع بزمِ الفت کا ہن پروانہ
کیا ہے سیر فرشِ ارض جسنی گوہ صحرا کو

کمی ہی گریۂ غم کی آنسو وکاہیں کیون ہو قلت
کہ ساحل کا تو گھٹجانا بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بہی تو طیرانِ ہما صورتِ سیمرغ
پر پرواز پرِ کاہ ہون ہر کوہ صحرا کو

پیادہ چلتی اولیسلی تو رتبہ اور بڑھ جاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون ترے نقش کفِ پا کو

بھرن بکسی نے وقتِ غرق آہ سرد کہنچی تھی
حباب اوٹھے ہین سب سرسی ردائے آب دریا کو

نکلیو نکر یہ سحابہ دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تہا زلیخا کو

ترقی خواہ تو حسن اتنی ہی ہون عاشق
اندھیرے سے نکلجہ کم نہی تجلی چشم موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
شالِ نبضِ تڑپین عمر بھر تہی مسیحا کو

تڑپ کہ ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل

کہ سیکھے ناخن نازک جو یاد آتے ہین اے ماہر
گرہ ہر شاک کی کہل کر خجل کرتی ہی دریا کو

شعر ۱۴

اچھا یوہین سہی شب فرقت بسر تو ہو | یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودا سر تو ہو | سر جسم پر رہے نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ٹرھکے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو | دریا سی ٹہنی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو | پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ پتہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو | جب گھر لٹی تو ضد کا گہر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو | سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مرجائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو | جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو | پھر دیکھین آینہ کی نہ دیوار در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیئے مجکو اشک چشم | لنگر سفینۂ صدق کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح | تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیب سوا آسیا سی کیا | کوئی مرض نہین ہی تو دوران سر تو ہو

گر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی | آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو
گویا اگر نہین تو نہون یہ بہی اک ہی بات | سب کچھ سہی تبونکی خدایا کمر تو ہو
دلکی جلا دکھاتی ہی ماہر جمال دوست | مجھسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۱۰۲ | وله | شعر ۲۰

تیغ جفای چرخ کا کوئی اثر تو ہو | چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو
آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے | اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو
اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنان تیر | وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو
باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین بہ رنگِ گل | ہون داغ دل مین پاتہ نہون مٹھی مین زر تو ہو
بنتِ عنب کے عشق مین اتنا تو ہو اثر | شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو
بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین | بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو
کہتا ہی پھیل پھیل کے یہ دودِ دل مرا | اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی تو اوڑین گے تو عجب
مجھسا ریاضِ دہر مین بے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافورِ زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گی دل سی بڑھاپی مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سرا سی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند
پڑ رہیگی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی ادھر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
ای حشر قبر مین مری سیدہی کمر تو ہو

یہ بات اور یہ ہے قبول نہ بزم مین
کچھ دل کے کھوئے جانیکی تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرض حال کا تو امتناع ہے | ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۶۲

ماہر امید عفو گنہ عشق مین کہان
تر دامن اور رہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسی کا مثل حباب رواں نہو | نکلے بدن سے سانس تو گہر کا نشان نہو
یون کہنہ گہر کسی کا میان جہان نہو | لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کرکے راہ سخت قدم کیون روان نہو | تلوار کیا ہو تیز جو سنگ فسان نہو
مجہسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو | مین ہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ ہلپان نہو
وہ ناتوان ہون سینہ سے منہ تک نہ آسکی | لیکر عصا آہ جو نالہ روان نہو
یا بس مزاج سنی تواضع کی رکھ امید | جان او سکو خشک چوب جو جھک کر کمان نہو
بحر جہا نمین ہو نمین ہوئے تہ حباب | گر مین بہنون تو گہر کا بہی میرے نشان نہو
کسطرح اشک سینہ سے انکھو نمین میری آئین | پستی سے ہی سوئے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین شبنم کی ہی بہار
کہتا ہی سر کو کھینچ کے میرا غبار دل
دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون
کینہ ہی متھم ہون نکلے جو دل سی بات

صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو
یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو
تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو
سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۴۳

چلتے ہوئے جو قافلے رکتے ہین راہ مین
ماہر سا پاشکستہ پس کاروان نہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر ماہندو
رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جانیدو
ذکر بحرین تو مٹتا ہی سنا کر مجھکو
ادبھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی
شاید اونکو مری رندیکی اہین ہی ہو خبر

تیر خالی جو گیا دور کرو جانیدو
اک کلی دل ہی ہی مرجھا کے تو مرجھانیدو
خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجا نیدو
ولولے دلکے جو نکلین تو نکلجانیدو
ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جانیدو

نزع مین پہر وہی باتین وہی چھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کہول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بہلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کی مین آپنے بندون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کیے ہجر کے دن
دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تہامنے والو قسم نزع کی اوُلجہن کی مجھی
تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گرجا نیدو

مجھپہ تو طعن بہی آیا ہے اب آئنہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرا نیدو

پیچ عشاق کی قسمت کی بڑہینگے ابہی اور
کچہہ دنون گیسونکو اور بہی بل کہا نیدو

چاند سی منُہ کو نہ دیکھونگا ابہی نزع مین
روح کو جسم سی آنکھونمین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست مین ساغر ہین کہ اشک شادی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بہی دوست کی دکھ سی حزین نہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگین نہو

روتے سی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو
آنسو بچہین تو چشم یہ کیون آستین نہو

گر میری حالِ دل پہ زمانہ حزین نہو
چشمِ فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار ہی کہین کالک نگین نہو
رکھدی یہ جس جگہ قدم اوتنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہون کیون مثلِ اہلِ نزع
رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ کے ہوئی اشک اسلیئے
بچپن کی روئی آنکھ کہین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منہ سے کچھ
یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی
مین خاک اوڑاؤن گر تو جہانشین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مری وادی کی سالہا
کیونکر دو نیم سُم غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین کوششین
وہ چشمِ دودِ دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات
منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب جاہل ہی باطن کا جانی کون
سب ہو کسی سی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی ہین لامکانیان جاتی رہینگی کیا
دلمین تو ہو مکین مری جان گر کہین نہو

تی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کراہنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون شہ بادشاہِ اولوالعزمِ ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیر نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمینِ نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین ہیبت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کندہ و نہ نامیون سی گری جب زمین پہ عکس
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرفِ نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنی کوئی
تلوار اوگلی کیون جو خنجر ہی آستین نہو

گر دفن اہلِ درد ہون گرم دشتِ چین
تکمیدِ موکم شستم غزالان چین نہو

گوہر کو پا کے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ فرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

رکھے ہو نمین تڑپتے ہوی دلکو اسلیئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی تہمت بڑی ہی یہہ
ہر عضوِ تن جو دل ہو تو مجھکو نہیں ہو

غزل — ردیف الہاء — شعر

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشاں کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شورِ فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دلکو نہ اشکِ رواں کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چل اے نسیمِ چمن ناتواں ہوں مین
اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھی بھی جام دے تاب کبھی تہا مین
لہرا دی اتو موج مئے ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بے حصول
آب گہر بہیگی نہ آب روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اور رہتے ہین خوشبوی گلِ بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوق شہادت کو دیکھنا — ہر تیر اپنے تن مین ہے استخوانکے ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سے ہو وہ ماہِ حسن ہو — یوسف تری تلاش کو نکلے کاروانکے ساتھ

سالک ہون اوس طریقِ پُرآشوبِ عشق کا — رہزن بھی لٹ چکے ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلے والون ضرور تھا — کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف — چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تھی پہونچی نہ حد تلک — رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منہ لگائین — کھنچ آئے دُر کی آب بھی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئے محشر مین غل ہوا — مستون کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور — ان چہچہون کا لطف گیا بوستانکے ساتھ

شعر ۶	ہے ظالمونسے دہر مین پامال کیسے نجات ہر شاخ مین ہین خار گلِ بوستانکے ساتھ	غزل ۷۶

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے
کہ جان اپنی ہتھیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہ چشم مست کیون نظارین محفل کی
ہزارون ہاتھ بڑہتی ہین جدہر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کیتی ہی تم متھو سی کہو اپنی
تمہین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی
کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین لیے ہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھینچنا کیا ست
کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ماہر
ادہر پھرتی ہی چشم مست اودہر پیمانہ آتا ہے

شعر

صدقے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے
دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی مہندی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو
آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

نذر مین پاے جگر اونسی پسیجی نے کہا
پنکھیا سے لیجیے یہ ہاتھ مین جلنی کے لیئے

شمع ہی مر رہی ہین دل کی مرادین دل مین | بجھی بیٹھی ہی سحر دم کی نکلنی کے لیے

خدمت صاحب ہمت ہین اعلی دنی | ہاتھ ہی پاون ہین تلوار چلنی کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے | کوئی بیچین ہی پردیسی سی ملنے کے لیے

غزل ۵ — شعر ۳

کہتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے | رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تصویر سے

تم وہی ہین کے بیچین ہر صورت رہے | سچلے نبیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۶ — شعر ۶

طبع نازک کیون نہ کردے اور ہی صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہی اپنی تصویر سے

فشار کیا کہ جو سرمہ ہوا استخوان نکری | زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ نہیں ہی اوفغان نکری | مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھا تا لون گا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین نے بھی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان وہ چال کہان خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
او تر پڑے تو کبھی کوچ کاروان نکرے

شعر

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہوا پس مرگ کہ تہی حسرت دیدار
سلوائین کفن دوست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہوگئی رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ ہی مین بھی جائی تو مسجد کی طرف سی
دنیا مین کرے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمہارے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تہا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لبِ دندان جو ترے ملک کی دولت
داماں نظر بھر گیا یاقوت و گہر سی
کیا دیدہ سی دانتوں کی ہو سوزِ جگر کم
بجھتی ہے کہیں آگ بھلا آب گہر سی
زینت کے سبب ہوتے ہیں اسباب ارت
بی روپے وہ ناگ جو گرا خانہ زر سی
بل سیکڑوں کیونکہ نہ وہ رفتار میں کھائیں
الجھی ہیں مری تار نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱

کس طرح ہوں ماہر ترے اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونابِ جگر سے

شعیر ۱۱

جو شوقِ قتل میں دمِ تیغِ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خوں کی دھار سی نکلے
کبھی جو کوچہ گیسوئی یار سی نکلے
تو بھی نسیم نہ ہو کر تتار سی نکلے
وہ دل جلا ہوں جو بعدِ فنا
دھواں غبار کی بدلے مزار سی نکلے
کھلے کسی پہ مرا تا نہ رازِ سوزِ درون
کبھی شرار نہ سنگِ مزار سی نکلے
جلا یہ خاک نی دی ہمسی صفا طبعوں کی
کہ بنکے آئینے تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہیں وہ لاغر ہوں
یقین ہے خاک نہ میری مزار سے نکلے

عجب نہیں جو گلِ روئے یار کی تعریف
زبانِ طایرِ رنگِ بہار سے نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سے نکلے

ہمارے وادی پر پھول سے ذرا ایسا
قدم نہ آہوؤں کی پھر تتار سے نکلے

وہ محوِ رخ ہوں عجب کیا ہے خاک کے بدلے
تتق جو نور کا میرے مزار سے نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ بار نہ صد شکر تم ہوئے ماہر
بسانِ بوئے چمن روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہاں سے حسرتِ زلفِ عذار لیکے چلے
مزار میں بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پسِ فنا بھی ہے دل کو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوئے شام مزار لیکے چلے

خزاں ہوئے پہ نہ دیکھا ترا رخِ رنگین
چمن سے پھول دلوں میں یہ خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سے ہو کے نکلے
شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے ڈگمگا کے لاکھ جگہ — صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہوں سیکڑون ہون پروانے — چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین صبا صدا — خزان نصیبِ چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح — سمجھکے روح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کرے شمع وہ قمر اندام — چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

چلا ہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز — کبھی جو ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے — صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نے کیا — گرا نہ سایہ جدھر جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تھا جنکی دم سے لطفِ چمن — چلی جو اوڑکے تو رنگِ بہار لیکے چلے

غزل ۸۳

جہان مین آئے تھے ما ہم تو تھے سبکدوشی — چلی تو سر پہ گناہونکا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی — می گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی — صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی — ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخی چشم بت ہرجائی ہی — سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی می تازہ جو بھروائی ہی — مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی — دور بالین سی ہو کیا موت کی شامت آئی ہی

سیر جب سے اونھین صحرا کیطرف لائی ہی — میل سرمہ مجھی ہر جادۂ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے — دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل جب ہو — خود مری گرد نگہ سرمہ بینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائی — صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین — خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ ہنسی مین مشہور — نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی — نظر شوق ہی مرد صفت ہیجائی ہی

کیون رہی ہمین نہ پھر یاد بتان عالم — واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہی گر کچھ ہو نظر — محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی — خانۂ تن پہ مری اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کی ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید — چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہی نظر کردہ خلاق حکیم — پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین چھیر سی خانۂ سینہ مین — آنکھ یہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگا رکھون داغ دم شب — خلق مین سبکو عزیز آتش سرمائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید — جانبری کی لیئ اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھی بی نگہ لطف کریم — کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت پر
گرد بر خواستہ نے چہپاؤنی وہاں چھائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین جوانون سی مسن
یہان ضعیفی حسبی کہتی ہین توانائی ہی

پتلیون نے مری پھر پھر یہ ڈھونڈہا ہے تجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیئ آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
روز و شب پیری و جوانی ہے

گرم اشکونکی گر روانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دہڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکہین
بر مین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جبین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون | رنگ دود دِل آسمانی ہے
سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا | جنکو دعوائے لن ترانی ہے
جائے کسطرح طنطنہ اونکا | ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے
تن مین قوت بھی آنہین سکتی | کسقدر زور ناتوانی ہے
جوش حیرت یہ کیون نہ حیران ہون | آبِ آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵

کسی دریا مین بھی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے

شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے | یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے
مجھسا ہی نالہ کش کوئی دارِ محن مین ہے | دل منھ کو آگیا ہے بانکِ دہن مین ہے
عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے | فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے
سوزش فراق دختر رز سی یہ تن مین ہے | اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

لب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے
رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے
تعویذِ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رختِ تکلف بدن مین ہے
اُتو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دلِ پر محن مین ہے
بُو جسطرح سی نافہ مشکِ ختن مین ہے

امید وار ضعف سے اک سہنر کا ہون
کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین
بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین
پہنچ آجتک جو شاخ غزال ختن مین ہے

مین اب وہ ہون چشمِ تصور مین بھی جہان
انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در
بوسیدگی وہ ابنی مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین
شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفائی عشق سی ہین فغان اپنی بی صدا
سینہ و رہی کہ نالہ پرخون دہن مین ہے

خشکی مین مثل قطرۂ آب روان ہین ہم
غربت مین ہی قیام سفر یہان وطن مین ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے ہمارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن مین ہے

ہی شمع اشک زیر تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوز غم کا بیان انجمن مین ہے

ہی اہتمام پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤنکی آنکھ پہ دشت ختن مین ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم مین
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن مین ہے

کوچون سے نابلد ہین وہ خانہ نشین ہین ہم
در کار راہبر ہمین اپنی وطن مین ہے

کیونکر نہ وقت نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دم کلام زبانکو دہن مین ہے

اچھی کہی یہ خلعت آخر مین کی فلک
ہاتھ آستین کی جامرا بند کفن مین ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہون کمال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن مین ہے

محفل کے انتظام کا کثرت مین کی نہ دہیان
حلقہ نجوم چرخ کی کب انجمن مین ہے

غربت ہماری ہی صفت جادۂ طریق
صحرا مین جا کے بھی قدم اپنا وطن مین ہے

یہ حولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منہ پھیرے ہے اودہر سے ہرن جو ختن میں ہے

جوشش بہار اکی یہ ہی باغِ دہر میں
پھولونکا رنگ خونِ جہندہ چمن میں ہے

دندان یار سی ہوئی ہین عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن میں ہے

تا آشنائے خلق جہان مین ہوں اے فلک
رنجِ سفر نے مجھی غربت وطن میں ہے

دیو سفیدِ روز سی کہدو سمجھکی آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن میں ہے

مین تو کرون نہ دردِ دل اپنا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر یدِ طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورتِ غال
گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن میں ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس ہر ایک بند
ایذا فشارِ قبر کی مجکو کفن میں ہے

ای یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن میں ہے

شعر ۱۷	تصویر گھر مین چھوڑ کے نکلا ہے شہر سی ماہِ سفر مین یون ہی کہ گویا وطن میں ہے	غزل ۸۶

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شکل ہی گردشِ گردونِ کہن سے نکلے
جی کہی مرکے جب اس دامِ محن سے نکلے

کیون ہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغ عالم سی عمل دورِ خزان کا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین ہی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کری گر تو غنا دل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچونکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئی ہم ضبط بکا سی کیا کیا
اشک جب نکلی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رسن بستہ ہوئے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین اپنے بچھڑے ہین
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیل آب دُرِ نایابِ عدن سے نکلے

تنگ تھے زیست سے ای موت مسیحائی کر
جان آ جای اگر روح بدن سے نکلے

چار ناچار چلین کیون نہ پی سیر وہ اب
لوٹے گل اونکی جو بے لینے کو چمن سے نکلے

مین فی وہ کہنہ کفن بخت کے ہاتھون پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمنستانکی طرح
وہ وطن ہی نرہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غضب وہ بلا رنگ گئے عاشق جسمین
ساتھ بلبل ہنوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل — شعر ۱۱

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

غبار قلب کا اشکو نمین کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل جہان یہان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ مین کیون آہ کا دہوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بھی ہمین یاران رفتہ گان نہ ملے

فروغ دو دن جو پایانکو مین بزم عالم مین
سوای شمع کوئی میرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھہ کام
یہ بات تھی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن بہی ایک یوسف کی
مری غبار سے کیون گردِ کاروان نہ ملے

گری ہین چاہِ ذقن مین تری ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف کو کاروان نہ ملے

غزل ٨٨	فلک سے کوئی یہ کہدے مٹا دے اسکو بھی کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے	شعر ٢٣

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہ گئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہ گئی

گل ہوے پژمردہ بسکہ خاک تربت رہ گئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہو نکہت رہ گئی

سن ہی لینا گر یہین آہونکی شہرت رہ گئی
تیر کے پر تاب سے آ کر قیامت رہ گئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی
یون اوڑا صحن گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سرد آہونکی جو عادت رہگئی
استخوان سخت بنکر شمع تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سی ندامت رہگئی
مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

محنت غم سی ہوے آراستہ داغ الم
اس چمن مین باغبان بنکر یار صنعت رہگئی

مثل مشعل سوز غم سی استخوان جلنی لگی
جب ہوا سی بجھگئے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھاگئی جب ہی ٹپکا جاتا ہون مین
کیا یہ آتش تھی کہ نہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سی ہی نکلیگی بیشک شکل رزق
گردہ نان بنکی جب گردش کی صورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا
آپ سوئے کنج مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغل نظر بازی رہا
چشم بنکر قفل در ہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ راز عسرت ارباب فقر
پردہ رکھ لینیکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوز غم نے ایک شب مین ہڈیان یون کین تمام
صبح کو جسطرح گھل کر شمع تربت رہگئی

گھر ہی ہم نکلین کبھی تو ہی اک امر محال
یہ بھی وجہ ضعف ہے دلمین جو حسرت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آئے فاتحہ پڑہنی کو دوست
تعظیم اوٹھکے میری خاک تربت رہگئی

دن آئے ان قربت بڑہی سی کلیم اللہ ہوئے
بن پڑین تا تین زبان مین جبکہ لکنت رہگئی

بیخبر پاکر ہمین گھر سی نکالا بیقصور
یہ عزیزون سی ہمین مرکر شکایت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آیا دل سی چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہگئی

جب مزاج ناتوانکی صحتبو نکا پڑ گیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہگئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھی اپنی سرور
رنگ بنکر میری چہرے پہ بشاشت رہگئی

ہون وہ زار و ناتوان نکلی نکلنی کی جو شکل
آئینہ مین بال بنکر میری صورت رہگئی

غزل ۸۹

کونسا ماہر گلہ مرکر عزیزون سی رہا
خاک مین ملنیکی ٹلنیکی شکایت رہگئی

شعر ۳۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستان مین ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیان مین ہے

بیجا نہین سکوت جو سوز نہان مین ہے
چھالا ہر ایک مہر خموشی زبان مین ہے

گرم سفر یہ کون سا رہرو جہان مین ہے
صورت دھوین کی گرد رہ کاروان مین ہے

غم دستہ ہون خموشی سی یہ کینہ جہان مین ہے
دل کیا گرہ کی شکل بہ اشک روان مین ہے

تاثیر کے ضعف کی یہ کاروان مین ہے
بانگ شکست رنگ جرس کی فغان مین ہے

راہ دراز ملک عدم طی کرینگے ہم
مرکر بھی اتنی جان تن ناتوان مین ہے

سینے سی کیون نہ قافلہ لخت دل چلے
اشکون کا کاروان بھی کسی کاروان مین ہے

نا مستقل مزاج سے کامل نہو گا تو
ناقص ہی نقش پا بھی جو ریگ روان مین ہے

سوز الم سے کون گھلا ہے مری طرح
یہان تار اشک شمع کی شکل استخوان مین ہے

سینے مین دل کی ساتھ ہین داغ الم مرے
یوسف کنوئین مین بھی ہے تو اک کاروان مین ہے

جاتا ہی باغ دہر سے کیا کاروان گل
آواز کوس نالہ برگ خزان مین ہے

سوز الم مین تاب تو اولٹی نہین ہی شکر
زخم زبان سے ہجو دہن مین بیان زبان مین ہے

باساز و برگ کیون ہون قائم نہین جہان — ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو دل پسند خم ابروان یار — وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات بحر جہان مین نہ جان تو — مٹتا ہے جلد نقش جو آب روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منہ سی نکلتی ہی اس سی بات — شکل عصا کے صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوز عشق چشم تبان سے مین زار ہون — انداز میل سرمہ ہر ایک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار اوترینگی کیا ہو فکر — تابوت مجکو صورت کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نکیون دہن تنگ یار ہو — اعجاز سی کلام کا دخل اوس دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغ جہان مین بھی — بیگانہ مجھسے سبزہ مرز بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر — اشکون سی جسم جامۂ آب روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف — تب فرش دہوپ چھاؤن کا اپنے مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین جو ستون ہین رکن — انداز بیت شعر ہماری مکان مین ہے

وہ اس چمن میں بلبلِ رنگین مزاج ہون
تنکا بھی صورتِ گُلِ آشیان مین ہے

روزنکی روشنی کا گذر تک محال ہی
وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان مین ہے

آندھی کیطرح آتا ہے سینے سی تا دہن
شامل جو آہ دُودِ دلِ ناتوان مین ہے

کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسمِ زار مین
کانٹو نکا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون
وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے

کیا منہ کھلی مرا تپِ غم مین پی کلام
چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردیِ اسیر مضمونکی قید ہے
ماہر دگرنہ رنگ ہی اپنی زبان مین ہی

شعر ۹۳

حیرت مجھے روانیِ عمرِ بشر مین ہے
لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے

کیا محوِ طیِ ارض کوئی رہگذر مین ہے
پیچیدگی غبارِ طریقِ سفر مین ہے

فصلِ بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے
کب برق ہی یہ خون رگِ ابرِ تر مین ہے

پیری مین بھی چمک ہے مرے داغِ جگر مین ہے
حیران ہون دل کو شب کی طرح ضوِ قمر مین ہے

پرتو جو اوسکے رخ کا مری چشمِ تر مین ہے
روشن چراغ کوچۂ مدِ نظر مین ہے

نالے نہ کر زبانِ دلِ پُر درد بر مین ہے
اچھا نہین ہے شور کہ بیمار گھر مین ہے

اوس کا عکسِ رخ جو مری چشمِ تر مین ہے
ایک ایک اشک آنکھ کا تارِ نظر مین ہے

کیون سوزِ عشق سے نہو شعلہ جانِ عزیز
ٹھنڈا ہے جس سے قلب وہ آتش جگر مین ہے

ہی دل مین یادِ قامتِ موزون یار کی
دیکھو نئی بہار شجر یہان ثمر مین ہے

ٹھنڈک ہے زخمِ دلمین مہِ رخ کی یاد سے
یہ چاندنی ہی مرہم کافور اثر مین ہے

تصویرِ انقلابِ زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین ہی کہان حرکت جب سے سر مین ہے

ہوتا نہیں ہے آتشِ غم سے جو کچھ ضرر
رختِ حریر شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہِ حسن
دینار آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر کا ہے رخ جانبِ دماغ
اس آگ کا گذر ہی کہ منعم اپنی سر مین ہے

عالی ہے اونکی طبع ہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹکے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل کہی دریا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابروؤنکی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کیطرح مرا رہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دہوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی تا بو میان بحر
اشکونسی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئے سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اوگری ستی
منھ دیکھنی کو آئینہ جیب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا رہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پارۂ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری بھی ہی سپر انداختہ یہان
کیا آنچ تیغ کی مری سوزِ جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذنِ شبِ وصال
کیا چاندنی سی رات لباسِ سحر مین ہے

محتاجِ دستگیر عصا بھی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی میری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمعِ عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین جو نمر اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دلِ محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے
مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخمِ دلِ لحد
انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار
حدت یہ اپنی آتشِ سوزِ جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسمِ زار پر
فصلِ خزان مین کثرتِ گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی ہتی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر میں ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل میں ہے
دیکھیے جسکو وہ حسرت خانہ اس محفل میں ہے

ہاتھ پھیلائے سوئے اقلیم ہے مضموں جو دل میں ہے
ہیں لکیریں یا خطِ مطلب کفِ سائل میں ہے

کون ہے زیرِ زمیں مضطر کشش کس دل میں ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے جادۂ منزل میں ہے

کب فقط اک رانِ غربت ہی ہمارے دل میں ہے
گرد بھی خواستہ خاطر اسی منزل میں ہے

سوزِ غم سے سلک گوہر یہ فرقتِ قاتل میں ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل میں ہے

راہیِ ملکِ عدم ہر میں وہ حسرت کا دل میں ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل میں ہے

کب نشتر کا گذر اہلِ الم کے دل میں ہے
شمع اشک افشان شبِ شادی بھی ہر محفل میں ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دلِ قاتل میں ہے
اوس گرہ کی کھل گئی قسمت جو اوسکے دل میں ہے

ہاتھ مثلِ موج لرزاں ہے نقاہت دل میں ہے
کس تلاطم میں تہی کشتی کفِ سائل میں ہے

کسقدر سختی طریقِ الفتِ قاتل میں ہے
سر بالِ دشمن [illegible] وہ اس منزل میں ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اُس منزل میں ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہے وہی
طوق گردن سبکا ہے حلقہ جو اُس محفل میں ہے

عشقِ گیسو میں کشودِ کار ہے امرِ محال
ہے گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل میں ہے

دل میں مجھ غمکش کے ہے دیدوں کو لبریز جھالے
داغ جسمیں لگ گیا پھر لطف کیا اُس دل میں ہے

پا طلب باطل سے کھتا ہو نہیں عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ ہے جو پنہاں اپنے دلکی دل میں ہے

اب تو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کوئی دم کے لیے مہمان تنِ بسمل میں ہے

کر نہیں ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کس لیے پھر دردِ دل یاروں کا میرے دل میں ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب سے دورِ خطِ کاسہ سائل میں ہے

طے عدم کی راہ کرنی میں مسافر کیوں ہو شاد
ہے وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل میں ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہے صحنِ چمن
غنچے میں نگہت کہ لیلیٰ گوشہ محمل میں ہے

دیکھکر شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نقشِ کفِ سائل میں ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسی سوی عدم
ہے غبار کاروان گرد غم کب دلمین ہے

ساتھیون سے کہدو لین اوسکی خبر ٹک پھر ذرا
کوئی واماندہ ہی نالان جرس سا دلمین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا ہے شمع ہر محفل مین ہے

بحر عالم مین نہ پہنچی کیون ہر اک کے دل تلک
بادبان حرص و ہوا کا کشتی سائل مین ہے

جو نکی دارین کھٹکتی دیتی ہین اوسکو صدا
اوہر بھی اک ہاتھ او قاتل کے دم بسمل مین ہے

موت ہے انسان کی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق بیان ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تہا
مین تو ہی مجنون اوسکا ہون محل کی جا جو دلمین ہے

ساکنان قبر سی اتنا تو کوئی پوچھیدی
گھر بھی یاد آتا ہمین کیا جیسا بس تنہا دلمین ہے

حسن کی گرمی سی اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلہ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر سے بھی کھلگئی عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دلمین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
بکھری غنچی کی ہی پردہ لگا اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
مشکل دیوار خمیدہ یان قد مائل ہین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بےمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بارش اشکونکی ہوئی خاطر مکدر جبتک ہوئی
خاک سے ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک غم مین بیٹھا ہون حزین
فرش ہی صاحب فراش وقت تسکین مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو
کب نہیں ہے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینو تمکے کلیجون ہی نکلنے لگ گئے
کسقدر گرمی الہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنے کے لیے کشتی نہ سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت رہ تنگ ہر جادہ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجھی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کیسی وسکو جو خط کا نسیا سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوترا ملی
سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر و بر کو مٹی دست عجز سی جام حباب
تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی ہنر بیشہ سے بحر حبابی خوف غرق
کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا ایس عہد مین
زخم سب ہنستی ہین اورانداز دل بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب
شمع کو دیکھا تو شب بجھ کے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف
دیکھ لے مٹی کا دھبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے سے یہ صحبت منغص ہوگئی
لوگ کیسی فرش ہی چین پر جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہو جاوَن باغ دہر مین
تلتی ہین پھولو نمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نکھینچیگے وطن والو نکو پھر
صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول
آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کون نسے بیکس کی ہوتے تاراج کشت آرزو
جسکی غم سی دانہ ہلاک خاک بر سر گل مین ہے

کریو ہین کانٹنگے روئیر کہے مسافر راہ کو	آنکھ جادہ وہ ہنچا یگا جو منزل مین ہے

غزل ۹۱ — غیب ان یا ہر کہا اونکو جو ہین تیری راز دار / بات وہ کہدیتی ہین منہ پر جو نہان دل مین ہے — **شعر ۱۳**

فلک سمجھا یہ کیا بر ہم جو دم مین صبح بیت غم کی
اوداسی ہی تو رونق تہی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پر نم کی
بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی

تقابل وس سی کیا دیکھی جو ولپن سیر عالم کی
نگر ہان کاسہ کرسی کم نہین تہی آبر و جم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخل بند باغ عالم کی
ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

جنونمین داغ سے سر زیب ہے یون قد پر خم کی
نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجھی ہی ہاں دلا لازم اس چمن مین شادی و غم کی
فراموشین ہرا تی ہین یہان انجام تو ام کی

کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمہ و غم کی
تو دریا بہی دست موج سی کی شق ماتم کی

گرا تقدیر کی کمون کیا اوس سلیمان مکرم کی
کہ یار نامی جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہووے کے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نرہتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سیتی گوش زد ہی بے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیون نہو شبنم کی

دکھایا ساقی مجھی وسن جام مین سیر عالم کی
کہ ٹپکی رال شیشہ کیطرح حسن جام پر جم کی

بہار آئی باغبان جو بن پہ ہے یہ باغ عالم کی
کہ گلشن پر رگ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہون تارک مین بھی ضعف خلقت سے
بھروسا کیا ہی مٹجاونگا تحریک سی دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سی آنکھ نرگس نے جو پرنم کی

مین ہی وہ آہوے رم کردہ وحشت ہون اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تقصو مین طاقت نہین رم کی

رواروی رہگذار دہر کی ہی رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی دم کو بھی اک دم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی پشت اسنی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس ستم خوبکی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہین چھت پہ آنکھین جون حباب بحر عالم کی

قفس بے شغلی میری مین دل بہلاتی ہین میرا | ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہے [illegible] کی

برنگِ بوئی گُل نازک مزاجی مین مین چھپا تھا | کہان آنکلے شعر سے طبیعت [illegible] کی

شریکِ حالِ اہلِ غم مین ہین کیونکہ ہو اے گلشن | [illegible]

نہ دیکھو گر تو ہون کم ظرف مثلِ جامِ جم بیشک | اگر دیکھو تو گنجایش ہی [illegible] عالم کی

بجز اعجازِ حسنِ دوست اسکو اور کیا کہئے | تماشا ہین زیادہ ہی جو کی [illegible] کی

تناسب کی رعایت مجکو ہی افسانہ گو ہے | حکایت [illegible] کی

سیہ روزی سے اے گردون سوادِ آخرِ شب ہون | فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبح [illegible] کی

عرق کی قطرون اوس گُل کے ہے عجب چشمِ شبنم | یہ پانی ڈھل گیا ہی جن آنکھون کا شبنم کی

یہ پیہم چھوٹکر روئے ہین کسکی آشنائی مین | کر سوج آئی ہین آنکھین ہر حباب چشمِ عالم کی

مین مومن ہون حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی مین | نہین ہی تاب جسکو دید عو عین زمزم کی

بنا ہون قدر سوزِ دل سے عکس برق اے گردون | تڑپ جاؤنگا مین بجلی تہ ہی بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا حرج بھی دلکو آفت ہے ڈبوئیگی مری کشتی کو گو گھرفشی چشمِ پرنم کی

ندامت کچھ تو اسنی ساقیا اوس سے اوٹھائی ہے جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشہ نے خم کی

نہ کیونکر اے اجل پھر آنکھ میری بند ہو جاتی دمِ پیری کلی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے پڑا جب عکسِ رخ چاندی پہ کندن کی طرح دمکی

کسی شکلِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہاے آبِ شبنم کی

مین ہی تھا موجدِ بیتابیِ سوزِ جدائی تھا زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھا دے اب تو اسکو اے صنم خوبی جمال اپنا کہ جان آنکھون مین آئی ہی حبابِ بحرِ عالم کی

بچا یار ہر وقت ٹھوکرون سے جب تو ٹوٹا تھا یہ نوبت ہوگئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر اسی بیر مین یہ جان اپنی وہ چھٹ ہے مثالِ تارِ گوہر آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا اہلِ عالم نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائیگا مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون کہ آنکھین تک چپک کر رہی ہین مشقِ ماتم کی

کیی سجدے یہ طماعون نے زر کو دار دنیا مین | کہ آخر آ گئی داغ جبین شکل درہم کی

غزل ۹۲

بنی ہین دیدہ ہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کے مقدم کی

شعر

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان سے چلے
سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان چلے

گھسٹ پڑ ہکی یون زمین پہ تر خستہ جان چلے
سینے مین جسطرح نفس ناتوان چلے

یون مجھ بلا نصیب کے اشک روان سے چلے
جسطرح چلے خوف کی جا کاروان چلے

گر کچھ چلی ہی چال تو یون ناتوان سے چلے
اپنی جگہ پہ صورت نبض روان چلے

رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے
ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان چلے

مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بہ قدم تا جہان چلے

سنکو غول آئین تو جائے ملال زر
ساغر چلین تو پیر مغانکی دوکان چلے

ہاتھ اوس سے ہو جدا انوا شام کی طرح
الدن عصا جو لیکی تری ناتوان چلے

کیونکر نہ بات باتمین کاٹو ہر ایک بات ۔ قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون کرد غم مین بہر گیا ہی ہمارا دل ۔ ریتی مین جیسی پا ہی ریگ روان سے چلے

وہ مست ہون جو ٹھیس شیشی مین لگ گئی ۔ فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ ۔ جسطرح سی کہ اثر در آتش فشان سے چلے

آئینہ سان سفر مین بہی نکلین نہ گھر سی ہم ۔ گر ہم چلین تو ساتھہ ہمارا مکان سے چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دیکہا دو جو زور عشق ۔ اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان سے چلے

دامن سی خار اولجھہ گئے گل پاؤن پر گرے ۔ صیاد او جائے جو مرا آشیان سے چلے

بہولا ہون گر ستارون بہری مانگ کو تری ۔ آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان سے چلے

اندہیرا اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا ۔ محفل سے بہری آپ مگر شمع سان سے چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین ۔ جادہ ہر ایک صورت نبض روان سے چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو ۔ سچ ہے کسیکا ہاتھہ کسیکی زبان سے چلے

اوڑتی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ سی | مثل طیور اڑتے ہوئے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بوکی باغ سی نکلین ہوا سبی | بن آئی راہزن کی جہان کاروان چلے

ای داغ دل جو تمین بند ہے لب کی دہن | اوس ملک مین چلو تمین سکہ جہان چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون | گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان پہ چلے

ہم وہ حزین ہین یون تو نجانا ہوا کبہی | پہولونمین بلبلونکے سوئے بوستان چلے

دانہ جو تیرے خال کا بہولا ہون مین کبہی | چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی | پہر کر جو آشیانکو پر آشیان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال | غنچونکے پاس پاس ہوئے دل جہان چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے | طائر سمٹ کے سب طرف بوستان پہ چلے

رکہدون کبہی جو بار غم اپنا اوتار کے | جہک جا تمین پہ پیر کیسے جوان پہ چلے

کی بعد مرگ جو شش وحشت نے کشش | صحرا کو ٹہوکرون سے مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون بچھڑ کے جو قفس مین گلون کا دم	اوڑ کر شمیم گل کی طرح بوستان سے چلے
یون باتین کرتے ہین ترے دیوانے ہجر مین	جسطرح جسکے گنگ کے منہ مین زبان چلے
وحشی وہ ہون کہ ٹھٹک کے گرے سایہ کیطرح	جن بھی جو میرے ساتھ دم امتحان سے چلے
تاثیر ضعف عالم پیری کو دیکھنا	سایہ بھی بی عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے
خالی کمان جو رکھی تو تالب کے ہاتھ مین	تن سے نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے
بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا	باہر چمن کے روتے ہوئے باغبان سے چلے
بیٹھے ہین مست مے کے ہین اس انتظار مین	پھولے شفق تو جام ارغوان سے چلے
یون شوق مین ہے عشق مرے دل کی طرف روان	جسطرح سے کہ طیر سوئے آشیان سے چلے
دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے	تنکر چلے جو تیر تو جھک کر جوان سے چلے
صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا	کھڑکی کھلے قفس کی تو تنکے کہان سے چلے

ماہر کو قہر پیستی ہی یا ابو تراب

غزل ۹۳۰	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	شعر ۱۲

ہر طور اچھی بسر ہو گئی
گھٹی آبرو تو گہر ہو گئی

خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی
ہوا خود پسینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے فرقت مین کام
گھٹا رنگ شب جب سحر ہو گئی

یہ اونکی پھری دل مین مجھسے آنکھ
کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی
بری بھی تو اچھی بسر ہو گئی

بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا
مری جھک کے سیدھی کمر ہو گئی

مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے
کوئی شی ادھر کی اودھر ہو گئی

قدم رک کے جب سر ملے خوش ہون پیر
مہم بھی جو پاؤنکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر
گدائی فقط در بدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا
شب وصل گھٹ کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی
شب ہجر جس مین سحر ہوگئی

مرے خشک تن سے ہوئی یہ خجل
یبوست پسینے مین تر ہوگئی

نہ ٹھہریگی بو غنچۂ گل مین پھر
خبر اوسکی گر مشتہر ہوگئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان
سحر مین جو شیر و شکر ہوگئی

یہ دیوانے بہی کیا تھے غنچہ کی بو
چلے جب تو دیوار در ہوگئی

مجھے خوف تیغ ہوس پھر نہین
یہی نان جو گر سپر ہوگئی

بلا گرد سر میرے ہیا تنک پھر ہی
کہ آخر کو دستار سر ہوگئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس
وہی دیکھنے کی سپر ہوگئی

یہ سمجھی دم ضبط سوز درون
گھٹا دود دلکی جگر ہوگئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ
جو کافور زخم جگر ہوگئی

تمھین بہی رہا تیغ ابرو کا ڈر
جبہی مردمک بہی سپر ہوگئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ — کہ کانٹا ہر اک شاخِ تر ہو گئی

بتون نے کرم کی جو پھیری نظر — خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی

اوڑا شب یہ کافور زخم جگر — کہ بیدرد و سمجھے سحر ہو گئی

نہ کہنا مجھے صاحبِ راز عشق — جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی

پڑی بحث جب کفر و اسلام مین — ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی

مجسم گنہ نے یہ آخر کیا — کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی

بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان — شبِ وصل ادھر کی ادھر ہو گئی

دیا ساتھ مشکل مین فورًا امرا — اگر بیکسی کو خبر ہو گئی

مجھے خوفِ طولِ شبِ ہجر کیا — اوڑا رنگِ رخ جب سحر ہو گئی

نہ او تری فقیری کے اعجاز ہے — کلاہِ گدا تن پہ سر ہو گئی

مقدر کی گردش سے آخر بلا — یہ لپٹی کہ شالِ کمر ہو گئی

سخن سی نکیون ہو نہین راس الرئیس — زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ماہر نہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی — جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تہا کام قضا بھی آئی — نی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی — دم ذرا سا جو دیا مینے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی — در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوئے رسا بھی آئی — مرض عشق بڑھا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی — بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پرہول مین لایا ہے جنون — قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئینہ و شانہ وہ لیتی ہی ہے — بگڑی زلفونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر ذکر کے مرا غیظ مین وہ کہتے ہین
تجکو بگڑی ہی کبہی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہائین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیوم مین کھلا اسکی محبت کا مجہی
رہ گئے دستِ صبا پھول اٹھا بھی آئی

پینچدار ایسے ہین کوچے ترے گہر کے ایدوست
ٹھوکرین کہائین جو فکرِ شعرا بھی آئی

خلوتِ یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نی گر پاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منہہ سے دکھاؤن اونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تہا ہنسا بھی آئی

سیان نسیمِ سحری ٹھوکرین کہاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر تہِ نزع تہا مین
تھم گیا دل مرا جسوقت قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گہر دوڑکے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تہی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعتِ حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
تجکو بھولے سے کبہی یادِ خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجہسے قضا بھی آئی

ستنکے چننے لگا مین زردیِ تن اپنی
عشق مین لو کشش کاہ ربا بھی آئی

قتل سے تمنے جو کیا قتل کے مشتاقونکو
اس جفا سی ہمین کچھ بوئی وفا بھی آئی

مجکو بیخود دیہ خطِ شوق کے آنے نے کیا
نامہ بر کا ہوا دھوکا جو صبا بھی آئی

ناز و غمزہ ہی کو دنیا مین غنیمت سمجھو
سامنا کیجئے قضا کا جو ادا بھی آئی

مرسلونکو ہو نکیون خوف دمِ روزِ حساب
سب تو تجھسے امتِ محبوب خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی نہ شی نی رکھ لی
پاؤن پھیلائے جو تو نے تو حنا بھی آئی

مثلِ شبنم چمنِ دہر مین روئی ہر شے
ایک کر نیکو لہو اپنی حنا بھی آئی

رنگِ حاجت چمنِ دہر مین پھیلاتا ہون
سب تو سے پھیلنے کو ہاتھ دعا بھی آئی

جاکے اب دیکھ لے نی پردہ اوٹھین جو حجاب
آہ آنکھونکا حجاب اوٹھنی کی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزشِ پا کا بھی مزا ہے ساقی
دیکھ لے جھومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر ہی کی صنعتین سب ہین بیکار
میری حیرت اونکو آئینہ دکھا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی وہا تھہ او دنیا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگا نیکو حنا بھی آ ئی

تھا یو ہین رنگ اسیری کا جہان مین کیا کم
ہاتھ بندھوانیکو دنیا مین حنا بھی آ ئی

تیز دستی یہ ہی چپکی تھی نہ وہان آنکھ ابھی
آہ پر دُود مری سُرمہ لگا بھی آ ئی

غبت دل سی مری نزع مین آیا نکو ئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آ ئی

باغ عالم یوہین جلتا تھا تو نکلے ہاتھون
آگ مین آگ لگا نیکو حنا بھی آ ئی

غزل ۹۵

اسقدر بھی کوئی تربت شہ شھدا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمین ہوئے وفا بھی آئی

شعر ۲۱

عبث جہانمین کیے زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترستا ہوئے

نہ پوچھو کچھہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے
یہی ہین جنکی ہین ہم خاکمین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منھہ بھرائے ہوئے
نئی ہین لوگ جنازے پہ پھیرے آئے ہوئے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہین سب آسرا لگا ہوئے

طریق عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹھائے ہوئے

عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شیخ ایسے بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب رستم دستان ہو گر تو کیا ہوگا
تری پھبکیتیونکے ہم ہین مارے کھائے ہوئے

خدا ہی حشر مین دستار قاضیونکی بچائے
مغانکے ساتھ ہین مست انکے غول آئے ہوئے

نہ او گلی یہان ہے کسطرح تیغ او قاتل
ہمارے قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے

یہ کون لیگیا پہلو سے کیا ہوا یارب
ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تمہی شمع رخ کا پروانہ
چراغ شام ہی سے تجھسے لو لگائے ہوئے

یہ شرم کل اونکی دم صبح شام وصلت ہے
نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہین سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکے مر گئے عاشق
جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چھاتی سے ہون لگائے ہوئے

سبب ہے وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر
جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

داونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا بانین | کہین ٹپے ہوے ہونگے جلے جلائے ہوئے
اوترہی ہی گلی مین مثال آب چہری | کچہہ اس اداسی و دبئیہ کو ہین دبائے ہوئے
نشان وحشیو منزل کامل ہی جائیگا | چلے چلو کسی جانب کو منہہ اوٹہائے ہوئے
نہ پوچہو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے | تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہائے ہوئے
اوٹہین کا بوجہہ نہ اوپر تڑپہ ڈہتا ہون | وہ لاش اوٹہاہین او رلاش نازاوٹہائے ہوئے

غزل ۹۶ — شعر ۲۵

مثال و ون رخ روشن ہی کسکو ای ماہر
چراغ شمس و قمر بہی ہین جہلملاتے ہوئے

طپان ہون یون ہی مژگان سے دل لگائے ہوئے | شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کہائے ہوئے
وہی ہین میرے جنازی پہ آج آئے ہوئے | ادہر جو دیکہتی ہین منہہ ادہر پہرائے ہوئے
ادہر ہے ایک دل زار دیکہیے کیا ہو | مژہ کی صف ہی پرے اوسطرف جمائے ہوئے
تمہاری زلف کو دل دیکہکر یہ کہتا ہے | یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گرائے ہوئے

گہر اونکے جا کے سنا یہ عوض ہین حنا کے
سر اتہی کیا جو چلی آئی منہ اوٹہائے ہوئے

عقب مین شکوے نکے یون دل کا زور آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کوئی دبائے ہوئے

بتایا یہ کوچہ دلدار کا ہے اے قاصد
ہزارون بیٹھے ہین یان وہان دہونیان رمائے ہوئے

عبث گمان بد اونپر نہین ہی ای قمر
کہین وہ پانہ کہین بال ہین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بہی روز حشر ہے آنا
اوٹہی ہین آپکے سب خاک مین ملائے ہوئے

نصیب! تو نہین کہلتی ہین دیکہی کسکے
بڑہے ہین قتل کو وہ آستین چڑہائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین اوٹہین حیدر
کبہی جو سوئین ترے ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگارونکو دیتی ہین غسل کیون پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گہر بسے بسائے ہوئے

اوبال و بل کے دعا دے رہے ہین شیشے بہی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو جہکائے ہوئے

دم وصال کچہہ آیا جو ہے خیال اونکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بھی نگیون کے ہے سوزش
چراغ شعلۂ خونکی ہین یہ بجھائی ہوئے

نہ دل ہین حسرتین اب ہین دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین بیٹھے ہین گھر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون سی
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کھائی ہوئے

انھین سے کوئی ہماری وفا کا پوچھی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑہائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اترہ نپے سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بھی بنائی ہوئے

علاقہ قطع ہنین گو لیی وہ جاتے ہین
چلا ہے دل بھی تو پہلو مراد بائی ہوئے

دلونکو دیکھ کے ناوک فگن یہ کہتے ہین
اوٹھالو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شبِ وصال وہ سر ملکے جب پیچھے ہوتی
ترٹپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بھی رکھی تو منہ پھرائی ہوئے

غزل ۹۷	خفا اونھون نے ملی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید دکھین خود بھی لہو لگائی ہوئے	شعر

وحشی حجل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے | شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین دلکو پھینک کے مشتاق چال کے | گھر سی قدم نکالتے دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنے ہو ذوالجلال کے | سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا مین چال چلی دیکھ بھال کے | پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قہر بار مین تری وحشی چشم ہین | جسپر داغ بنتے ہین دیدۂ غزال کے

وحشت جنون مین ہی تری وحشی کا یہ جلوس | شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو درد سر اوٹھین ہو جو شہ وہ کہے ایک | سچ ہی بلا مین پڑتی ہین صید قہر کو ٹال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیر جرم کے | بھاگے ملائکہ بھی جو دوزخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہین تری وحشی بس فنا | گنبد بنی ہین جن پہ غند غزال کے

یہ نزع جان وحشی ہے کہ انسان کا ذکر کیا | مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزا اے خیر دے مردان عشق کو | دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو
تنکا ہو جو کہ جتی ہے بلقیس چمن جال کے

جادے نہین ہین وادیِ آب مین مرے
دیکھا ہے جو کہ یہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگان بنائی پاؤن سے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقت مین افلاک
ذرے بنے ہین مری گرد ملال کے

وصلت تو در کنار ہی حیا قلیل ہی
محمل سے کوئی منہ جو دکھیا دی نکال کے

نافے نہین ہین جا بجا وحشی چشم یار
دل رہ گئے ہین تیر پہ آہو غزال کے

یی جسمیونکا جب ترے ہی آیا مجھی خیال
بن بن کے بت یہ نکلی نقش خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند
اتنی تو ذرا سے منکر ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی
بنتی ہین خون خشک سی نافے غزال کے

کھائی ہین ہیر دشتِ جنونمین جو ٹھوکرین
دو دو ہو گئی ہین پیچ سم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سرد ہوا مہر سمجھ یہ تو

غزل | دی ہی صراحی چرخ نے شوری مین چھالکی | شعر ۲۰

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہرِ جمال کے
بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کی دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جبال کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدر دان ہی ہر اک کمال کے
خود اونگلیان اوٹھاتے ہین شایق ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو سی ہمنی پھینکدیا دل نکال کے

میکش شیدمی سی خجل ہین یہ ساقیا
انگور شیشے مین ہین عرق انفعال کے

کم تھے نہ وحشیون سے تری چشم مین یہ
کیون گرد باد ہوگئے خیمے نکال کے

گذری ہی آج دلپہ کچھ ای تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروزِ حشر
دستار گرد باد قیامت اوچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست سی
کوسِ آستین کے ٹنگے ہوے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورتِ سیل تڑا گئی
کچھ یون پھر سلک گئے مجھے دو زخمین ڈال کے

کیون ضبط سوزِ دل نکرون صورتِ سپند
معدوم ہونگا سینے سے مین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جادے بھی رہ گئے ہین باہین نکال کے

مجھ دل دکھے کے دفن مین اتنا وہ بول اُٹھے
کوئی اسی لئے ہین اُٹھاتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانۂ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب کھلے ہوے سمِ غزال کے

مشہور ہین وہ جادۂ صحرا کے نام سی
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشمِ یار
رکھدین غزال منھ سی بانہین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال
تلوون مین پھر چبھو لئے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشمِ یار سی وحشت مین ہین غزال
پاؤن سی داب لی ہین یہ بانہین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن
دہنے کو غول بائین کو دئیے غزال کے

طالب زمین سی شوق مین آیا ہی تا بہ عرش
پر دسنے کوئی تو دیکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجھسی قیس نی سختی راہِ عشق
پاؤن کے خار رکھدئیے سر سے نکال کے

چھوڑا اسے دلکو لیکی مین آیا ہون قبر مین
اوجانے والے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقون کی بات تھی اوسکو بھی کھو دیا
موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر اونہین بھی آگئی کچھہ تپ خفیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپا دکے ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مر کے کھولو نگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشد و دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھہ نکچھہ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد مرنے کے جو نہین کوئی عزادار مرا — قبر پر جا کے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلہ نکہتِ گل — جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی — میری حیرت او نہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھین قاتل — برچھیان یہ نگہہ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ پینے کی لتی یارب — بند کردی کوئی آنکھین حیا آتی ہی

جنبشین ابرؤونکی کہتی ہین گو تم نہ کہو — تمکو تلوار سی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی نہو نا گستاخ — انہین بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک — میری پردے مین سے کی جو صدا آتی ہی

غول بہاگے ہین گریزان ہین بیابان سے غزال — آبلو نکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھونکو نہ ستا آہین ہین کڑی انکی ظالم — انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ کھلتا نہین اسی قافلہ اشک روان — دل دھڑکتا ہی کہ آوازِ درا آتی ہی

حشر میں توڑ رہی ہیں ترے وحشی قبریں — نکلو نکلو کی جو کانوں میں صدا آتی ہی

مرسلوں میں بھی دم حشر یہ غل ہی تہ عرش — سب ہٹیں امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی — ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اوس سی کہ خبر لیں مرے دل کی جلدی — آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک — سائیں سائیں کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمیں لیلیٰ کی بھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی — میرے دم سی ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح مرے آکے نہ دم لے قاتل — منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو نسمجھے نہ رگ گل کیون قیس — ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین مرے ضد نکری کیون قاتل — پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی — لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ — سچ بتا دی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہے تو کہہ دو اونسے — خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھ لے نقاش ازل سے اتنا — دوسری شکل ہی تیری سی بنا آتی ہے

وا ای ونیر کہ جو محروم ہین آواز سی ہی — لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱ — شعر ۲۳

مو شگافی سی کہلا ہمپہ عقیدہ ماہر
عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے — صاف خلخال کی گھنگرو سی صدا آتی ہے

مر دے جی اوٹھتی ہین نیند ونکی قضا آتی ہے — کس ستم کی تجھی او ترک ادا آتی ہے

توڑکر جب دل بلبل کو صبا آتی ہی — صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم — کان بجتے ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہد و دل مین جگہہ دو نہ بتونکو کیونکر — دیکھتا ہون جب انہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھا تو شنا کیا اسکی — آنکھو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

لوگ اوسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر تہین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑکے کعبے کو ملا کیا تجھکو
دیر مین ہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جا مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تیری یون جس سے ہوا آتی ہی

نا ملد ہین یہ خوشی سی غربائی عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین نے کیئی تھی یارب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آئی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

ہیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین ادا سی لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن اے دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل سے صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا لڑائی کا جو رنگ
خون سینے پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون اوٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردہ دید مین کیا کام نکالا موسی
ابتو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیرون منھہ دہانپین
مجبور تیے ہوی لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محروم ہوئین دیدار سے تو ہون موسی
لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی

کان آوازہ وحدت سے بھری ہین جو ہر
کوئی بولی مجھی تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے
یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲ — شعر ۴۱

اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر
مین نہ یہ منہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے

آئنہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری
میری صورتمین نظر آتی ہی صورت تیری

آئنہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری
دیکھ تو دیکھ رہی ہی تجھی صورت تیری

تھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری
نکلی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری

میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری
حشر میرا ہو یہان ہان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھے کسطرح نہ الفت تیری
دل جو محمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لیچلی ہی سوی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ لگائے کوئی
ہون تہہ خاک مین امید وست امانت تیری

دور کسطرح گناہون سے مین ہوتا یارب
سرکی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوشِ خون ہی جو چمن کو بھی ترے سوتی مین
پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہان کی ای دوست
مرکے بھی میری زبان پہ ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہے انہین رحمت تیری

اب بھی آ ہوش مین برباد نکر دلکو مری
دیکھنی کی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم کی پھر ربط بڑہایا یارب
جب تڑپتا ہون تڑپ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ اثر سکو کہین
کھپ گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین آکی سوا اور کہین کیا جرم
ہمسے وہ کرچکی کبھی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گُل
رنگ اُس دن تو نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اشتاق ہے بہت ایذد ست
جسکو کہدی ہے آوے دید و پہلا امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مُرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین حرمت تیری

کسکے دیدار کی خواہش سی خبر لی ہے
باتون باتون مین بڑہی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتہ مین سید وہین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجہپر
جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری

جلوہ گر ہوکے نگاہون سے نہ کیون چھپ جانے
کچہ بشر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آئے ہین اس شان سی تیر مجرم
قہر آگے ہے پس پشت پہ ہے رحمت تیری

یہ سبب ہے جو تری غم کو بہی رکہتا ہون عزیز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ نظمین ہین گہ آنکہو نمین ہین گہ دامن مین
میری اشکو نسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھکو ہی بھی تو یون حسرت ہے
تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون مرے دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ اوٹھجائینگے انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سماتی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین یہ
خوش نہو مرکے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دہڑکا ہے
جان دونگا نہ وہ نکلا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جامہ سے باہر ہو جو نکہت تیری

لن ترانی یہ بھی تکرار کی کرا ہی موسیٰ
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسیٰ
بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسیطرح نہ آنکھیں ہوئین بند
رہگئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھہ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری رگ رگ سی یہ آتی ہی صدا
دیکھ چھینی لیئی جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳

نظم مین یہانتک بیان تہا کیا اور یہہ اکیا ماہر
اور کچہہ پڑ ہگئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر ۲۰

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی
سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کیجیی قدر تو نا قدردانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرورد جوانی آپکی

حشر کے دن بھی رہی محروم ہم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پیری مین مجکو بھی ہاتھین ننگ شباب
آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹکر آگیا چھالے کی جا
داغ چھالے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پہنچ مین گر دونکی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چھنی جاتی ردای آسمانی آپکی

دو ہی چیزین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر
موسم گل باغ کا فصل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پر اک آن مین
دل نی کچھ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکی ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میری پڑی تھی کچھ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہی اوسے
مین نے قرآن مین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگی نسبت پسینہ سی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وای نا قدری عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہی صدا
روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلنی مین ٹکیگی کسطرح
شب کو منہ پر تھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین بولی وہ منہ کو موڑتا
مین یہ سمجھا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملائین ہان ہمین ہان ہان مین
کان مین جو دو نکی بھی جا نیلگی آواز پا

دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
روکیے حد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴

لہر پر سبزہ کی ماصر کی بھی پڑتی تھی نظر
کیون چُھپی جائے نہ اب پوشاک دھانی آپکی

شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے
خدا کی شان ہی شیشہ سراب ہو جائے

جو سوز دل سی مرا انقلاب ہو جائے
اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے

ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے
مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے

جو رُو نما اثر انقلاب ہو جائے
ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے

خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے
ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے

ٹپہا پا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ
رنگے جو رنگش کوئی بیان خفا ہو جائے

کہے تو کوئی وہ توڑین دل برادرانہ جب
حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو | عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے | جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکی احبا کا قبر مین بولا | ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

ممنون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپہ | جو رہ گیا ہو شریک ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالعِ بیدار بختِ خفتہ ہی | کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین | وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین | کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون | خموشیونکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن | مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیے چلکے کتنے دل پامال | بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین رو گئے تو ہین مجھے احباب | کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھین دیکھنے والی بھی اے رہی جلوہ
کھلے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے

کریم مجمع محشر مین شرم مانع ہے
علیحدہ کہین میرا حساب ہو جائے

غزل ۱۰۵

جو تیری لاش کو پٹ گھٹکے دین وہ ماہر
اخیر ہچکیون کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶۷

وحشیون کا نہ ٹھہر خاک اگر دل ٹھہرے
جادہ ایک ایک نفس سینۂ بسمل ٹھہرے

جو ہوا ان اشک و نہین کیا راہ کی مشکل ٹھہرے
جب چلے چشم زدنمین سرِ منزل ٹھہرے

مرتبہ عشق مین کیون دلکو نہ حاصل ٹھہرے
جن جو شیشی مین اوتاری وہی عامل ٹھہرے

ناتوانی سی ہکیون راہ مین مشکل ٹھہرے
گرد پاؤن سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے

واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے
جان نکلی جو بدن سے تو مراد ل ٹھہرے

طائر قبلہ نما جب ہون تو کیا دل ٹھہرے
جو سنان پر ہو علم خاک دبسمل ٹھہرے

دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے
ٹہر گئی شمع تو پروانون کے کچھ دل ٹھہرے

ہمکو کیا طول مسافت سے جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سرِ منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دلِ ما گر کسی گردن کی حمائل ٹھہرے

میرے صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیوارۂ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیوارۂ منزل ٹھہرے
گھر گھڑا دون کسی ٹیڑیکو تو مشکل ٹھہرے

اوس سے اور آئینہ سے رنج ہو مشکل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو پہلوے بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہے عن تو کیون چین مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاون تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنے ہو جائین
جیسی محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی اے ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھکر لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نورد یکھو جو نکلی وحشی
کھولکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرادل ٹھہرے

دوست وہ کیا جو ہون کم دانۂ بازیچی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما نام نہین پہر میرا
تیری ہی سمت نہ پھر کے اگر دل ٹھہرے

طبع روشن سے کیون رونق صحبت ہی نہین
شمع بجھ جائی تو برہم کہن محفل ٹھہرے

پڑ گیا معرکہ جب آکے جانبازون سے
یون اوڑا دل کہ نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو نہ سکے لیلیٰ ہی کے کیون قیس عرب
تا بکی منتظر ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
خاک مین ملگئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طائر قبلہ نمائی سر سوزن ہو نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزۂ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اٹھ جائی تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے و دل ٹھہرے

نقش پا ضعف سے ہون کون مرا کوچ و مقام
تھک کے رہجاؤن جہان بس وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچدین دار پہ جس تک وہ کیا دل ٹھہرے

آتی ہی جا مین پروانونکی روحِ مجنون
شمعِ فانوس مین کیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آئے تو کیا
عضوِ بیکار سا رہون جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تپ ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہمہ تن سوزنِ عشاق ہین ان
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرادل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل مین دیا دادِ عشق
جب ہوا آئی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان سوکھی ہے جسکو لگی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سببِ بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسونکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجے مین تو کچھ دل ٹھہرے

جبکہ جنون شل کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم کسی چیز کوئی ہین شاید
پھر پڑی قافلی جب ہم پس منزل ٹھہرے

جنبش ابرونکی غیر دنے دیکھین اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل ہین یہ آخر کو روا رو دیکھی
پاؤن راہی مین ہے سر سر منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو پا بزدہ ہوئی
قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشم عشاق کو تسکین نہو کیونکر اوسبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہکو نہ تکلیف سفر
جب چلی اپنی جگہہ سی ہم منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نے دل زار کی لی جان آخر
روئین جب سر تو بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پروانیکی فانوس مین یون آئی ہی
جیتی تابوت کیا سر محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی تھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش
جو آئینہ پہ پروانہ محفل ٹھہرے

خس بر باد ہین چال سفر ہے اپنا
اوڑ کے پر دور گئی جب سر منزل ٹھہرے

صاف کر قلب کو ہو ضیق بھی وسعت تجکو ‌‌‌ ایک آئینہ مین سو ہر دم محفل ٹھہرے

مجھ سی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین ‌‌‌ کاندہا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید ‌‌‌ روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اولونکی محبت کا طریقہ بھایا ‌‌‌ آب یہ غم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو رہا ئیمین تڑپی کوئی ‌‌‌ چین ہر ایک کو آوے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون ‌‌‌ چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری ‌‌‌ پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا حبس دم مجنون سی ‌‌‌ محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہو تو میرے لیئے سو راہین ہین ‌‌‌ جسطرف جاؤن وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر ہی آئے اگر کانونتک ‌‌‌ شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر دردکی باتونکا مزا ملجائے ‌‌‌ منھ مین دم پھر زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

صرصر عاد کی مانند ہون پہونچون کیونکر
عنکبوت اک ہون مسافر مری راہونکو نہ پہونچیہ
جذب باطن سی کہا تک تا اثر آئیگا
واہ کیا خوب ہوا ختم سفر مثل تکرک

جب چلون اپنی جگہہ چہوڑ کے منزل ٹہرے
جب ہوا آئے نہ جا دی ہونلہ منزل ٹہرے
اپنی ہی لیپہ رکہین ہاتھ توپاون دل ٹہرے
ہمین باقی نہ رہے جب سر منزل ٹہرے

غزل ۱۰۶

دیکہتی جائین وہ چال اپنی نکیونکر ماہر
پاون پڑجائی مری دل پہ تو مشکل ٹہرے

شعر ۳

داغون سی دل کی عیش جوانی بدلگئی
آنکہون سی اشک جوشش غم مین نکلگئے

گہر مین چراغ شام کے ہوتی ہی جلگئی
دریا جو بڑہگیا تو کنوئین بہی ابل گئے

غزل ۱۰۷

جب آہ و داغ دل کا تصور ہوا ہمین
گہر سے چراغ لیکے ہوا مین نکلگئے

شعر ۱۳

جب آئی نزع مین ہچکی سو مزار چلے
اخیر وقت بہی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھ کچھ کہ کدہر راہی مزار چلے
ادہی طرفکو چلے یہ جدہر کو یار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بھی پکار چلے

گنہ کے بوجھ سی کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو یار کے کاندہو پہ ہم سوار چلے

فنا ہوا مری آہوں سے یون تنِ خاکی
ہوا کے زور مین جیسی کبہی غبار چلے

نہ منھ دکھانے کے قابل رہی جو عصیان سے
کفن سی منھ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ پوچھ ڈالتی مر کر بھی دوستان ہم پہ
تھکے یہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہِ فنا مین گئی تہی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گر گئے مردے
ہمارے پاؤن نہ تھکے کیا جو لیکی جاپ چلے

جنہون نے سر پہ چڑہایا تہا راہِ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین لٹا کے چلے

پیئی غدیر مین جب ساغرِ شرابِ ولا
مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

غزل ۱۰۸ | مثال دانہ پسا گشت دہر میں ماہر — جیسے آسیا کیطرح چرخ کجمدار سے چلے | شعر ۱۵

فلک نے عیش ہائے شباب باقی ہے
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہے

جگر میں داغ ہیں وقت شباب باقی ہے
ظہور شام ہوئی ور آفتاب باقی ہے

ہمیں امید رجوع شباب باقی ہے
یہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہے

کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہے
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہے

فنا ہیں تنک یہ چشم پر آب باقی ہے
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہے

وجود بحر جہاں ہی بقدر تاب و تواں
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہے

کھلے بندھے فلک کیوں ان سے خضاب مرا
بشر کے دل میں خیال شباب باقی ہے

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدر گلاب باقی ہے

کسو یہ چرخ سی کچھ چھولدی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہے

نہ فیض پائیگا اس خاکدان سی اے غافل
سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بندھیگا رنگ نہ اچھی طرح سی پیری کا
کھلا ہوا ابھی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کے دیکھ پھر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب جوانی تا شباب باقی ہے

فلک کی دور مین طفلی تو کٹ گئی رو کر
ایاب شیب و ذہاب شباب باقی ہے

شکستہ دل ہون محیط جہان مین مثل
خدا کی شان ہی ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

مین لیکے نسخۂ اکسیر کیا کرون ماہر
جہان مین خاکِ درِ بوتراب باقی ہے

شعر ۱۲

کسطرح جان آئے بدن مین نظر کبھی
لیلی نکالتی نہین محمل سی سر کبھی

حسرت ہی دودِ دل بھی ہوئی داغِ جگر کبھی
گھٹکر بنے فلک ہی گُلِ نیلوفر کبھی

ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی
چیخی آ لگی صبا بھی پھرا ہی جو سر کبھی

ٹلتا ہے گھٹکین نبرد مین کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہین ہی جنگ مین پیچھی سپر کبھی

کیونکر تہہ مژہ نہ تھمین لخت دل مرے | دم راہرو بھی لیتی ہین زیر شجر کبھی
تامی خبر اثر غم سی نکلین کیطرح ہو نکین | گمنام ہون جو محو ہون زخم جگر کبھی
تہا یان کب آفتاب قیامت کے حشر مین | پھنیکا تہا مین نی پینہ داغ جگر کبھی
سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزار دہر مین | بو بہی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی
سب بھول جائین وسعت صحرائے حشر کو | دکھلا دون گر مین دامن زخم جگر کبھی
با آبرو کو دلکی جراحت نکیون ہو تہر | بھرتا نہین گہر کا بھی زخم جگر کبھی
غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین | مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھو مین زر کبھی
انسا نکو کیون نہ ہجر وطن کے ملال ہون | تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی
بیگانہ خود سی ہی یہ پس مرگ ہو گئی | ہم تک نہ آئی مر کے ہماری خبر کبھی

غزل

آماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر
دیکھا نہ غیر دست دعا جسنے در کبھی

شعر

سفید بال سے جو بن بشر کے ڈہل جاتے | فلک سے برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے جھونکے کبھی جو چل جاتے | چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ ہر طرح چال چل جاتے | قدم کی راہ نپاتی تو سر کے بل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسوؤنکو دی افسوس | جو پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب اشک سے درد دل جہان کھٹتے | دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید باغ جہانمین تھی ہم رنگ | حنا کے حال پہ ہم کیون نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱

عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تھامتا ماہر
وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن مین ڈہل جاتے

شعر ۱۸

حرارت سوز غم آنسوؤنمین آشکارا ہے | عجب خرمن ہمارے دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے | چراغ چشم ماہی جو ہے وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہے آنسو وہ شرارا ہے | عجب آتش ہون جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطراب دل جو غم نے پر گوارا ہے
زمین ہلتی ہی میری قبر مجکو گاہوارا ہے

نہیں مردن دلا گرمیِ محبت آشکارا ہے
کہ بیمار تپ فرقت کا اک یہ ہی حرارا ہے

عجب کیا ضعف پیری میں قسمت کی چالوں نے جو ہارا ہے
عجب ہے دوران سر کو جس گردش میں ستارا ہے

پڑھی ہی اولٹی سیفی میں جسم نام کی تیری
مری سر سے اوٹھکر تیغ نی دشمن کو مارا ہے

الٰہی خفتگان خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اوٹھیں میں تب جب شور قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کونسی افتاد یارب طفل شبنم پر
شعاع مہر نے شیر سحر سی جسکو ہارا ہے

نکلیں سینہ سی دم رک رک کے آئے ہے مجھے لاغر کا
گرہ تار نفس کی سوز دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانی بحر اشک غم کا ہی مری عالم
کنارہ جسجگہ کل تھا وہان پر آج دھارا ہے

اگر تو داد خواہ جور دشمن ہی تو ساکت رہ
ستم پر جب رہا جو وہی سکو پکارا ہے

کبھی مردہ کبھی زندہ ہوا دل بزم میں اونکے
غضب کی وہ نگہ ہی اور قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونکی ہیں جیسی کہ ہر نقش انگشت
خط زیر نگین کی طرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون نبھائین گے ہاں گرم باتین اپنی نالی ہی ہا — زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا — دم آخر بھی گھنگرو کی صداؤن سے پکارا ہے

یہ ہین ہر عیب بین کے دیدۂ عیب ذات بین عاجز — نگہ کو غیر ممکن جیسے آنکھون کا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

شعر ۱۷

جدا کیونکر کرون دل سی مین سوز غم کو ای ماہر

شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

بیجان کر نہ سکی عشق مین اشک روان مجھے — لوٹا گیا رہزنون کی طرح کاروان سے مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے — اکبار بڑھ کے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے — اب بھی پکارتے جرس کاروان مجھے

مر جاؤنگا عزیز ہی سوز نہان مجھے — ای چرخ پھیر دے مری دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پا کے نہ بجھتا مثال شمع — نا ساز تھی کمال ہوا جہان سے مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین — مین خود ہون بے نشان تو ملی کچھ نشان مجھے

دو پھول لا کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے | آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے
کیون چھاونی غبار نہ چھائے مزار پہ | دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے
بدگوئیون نے خلق کی مجروح کر دیا | گویا زبان و لب ہوئی تیر و کمان مجھے
چندے میان سطح ہی کیا خاک ای فلک | ملتی نہین لحد مین مرے استخوان مجھے
دلدادہ ہون مین جنبش ابروی یار کا | انگڑائیان نہ لیکی دکھائی کمان مجھے
کم اوس سی نوک جھونک نہین میری آہ کی | طعنے ملے جہان مین پانی پانی مجھے
نکلے نہ لوگ چلے ہین کلیجو نمین خلق کے | ای داغ دل دکھائیگی کیا گلستان مجھے
کہتی ہی چشم تر مین وہ تازہ طلسم ہون | استادہ ہو دیکھینگے آب روان مجھے
ای بادپا کے عمر روان جانتا ہو نہین | دکھلائیگی زمین تری تیغ زبان مجھے
ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر | ملتا نہین زمانہ مین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف ہون

غزل ۱۱۳ | سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان مجھے | شعر

دامن میں تھیں اشک کیونکر مرے جا کے | منزل پہ اوترتا ہے یوہیں قافلہ آ کے

باعث ہیں زمانے میں نفس میری بقا کے | وہ شمع ہوں روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سرخ آندھیاں سمجھی اوسی سید ردسا کے | اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

داماں شفق گوں کو نہ دھو منہ سی فلک تو | چھوٹینگے نہ دھبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جائینگی جب کرتی ہی پیری | کس عجز سے کرتا ہوں نہیں کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار میں اپنے | اولجھا ہے کبھی خار بھی دامن سے ہوا کے

سید رد جہاں رنگ شفق کا وسی سمجھے | چھینٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

غزل ۱۱۴ | امید وفا جسنے پس مرگ تھی ماہر | شعر ۴۷
بیٹھے ہیں وہی فاتحہ سے ہاتھ اوٹھا کے

آتش قدم ہوں قید عجب کا مقام ہے | زنجیر اشک ریختہ موم خام ہے

ہم لاغروں کی دفن میں کیوں اہتمام ہے
لوگوں کی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے میں وفا کا طریقہ جو عام ہے
شیشے کے انقلاب سے گردش میں جام ہے

ہر بار ادب سے پاؤں کا سر پر مقام ہے
کس کا سُم غزال کی مہروں میں نام ہے

فاقہ کشوں کی قید میں کیوں اہتمام ہے
دانہ تو خود دہن میں گرہ تار دام ہے

ایک ایک دم میں عمر بشر کی تمام ہے
آ نفس کی ہے کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن میں اہل جنوں کا مقام ہے
ایک ایک سُم غزال جہاں مہر خام ہے

بدنام وہ ہیں ابروؤں سے قتل عام ہے
تلوار کاٹتی ہے سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہے
بعد اپنے حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری میں ہیں وہ کون سے عضو بدن میں
دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہیں جو وحشیوں نے زد و کوب پاؤں سے
صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے

بو اوس نے دی جب آگ پہ پھر کھلا یہ راز
جلنے سے پختہ کار ہے دل موم خام ہے

سوجھے یہ زبان کی جنبش نہیں حضور ۔ دیجیے جواب شمع لگن ہم کلام ہے

اللہ ری تاب تب مری دوا کی وحشیو ۔ کالے ہرن ہیں سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا ۔ ہی آگ اگر جہاں نہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہوں دل کو ڈھونڈھ کے ہاتھوں سے ضعف میں ۔ پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانوں کی یہ لاش سے کہتا ہی پائے شمع ۔ سر جڑ پڑے جھکے جو مرے یہ اوسی کا مقام ہے

حسن بتاں کا خانۂ عالم ہی طلسم ہے ۔ ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر میں تڑپوں نہ کس طرح ۔ اے دوست آ گئے ہوئے دل کا مقام ہے

خورشید کی طرح ہمہ تن میں جو داغ ہوں ۔ سائے میں میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بھی گذر نہیں تا بہ تربت مرے ۔ لاشے پہ حسرتوں کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو کھلیں کیوں نہ استخوان ۔ پچھلے پہر کو شمع لگن بھی تمام ہے

اوترا ہوں وہاں میں قافلہ والوں کو چھوڑ کے ۔ کوسوں ہی بستیوں سے الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

ملتا ہی اُلٹی بات سی عاشق اُف کرین
ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تو پھر تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق
مجھکو شراب تیرے لئے حرام ہے

طالع ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اُلٹا لکھا ہوا جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیار سی
وہ جسپہ سر مری مٹی کا جام ہے

کہائے ہوئے ہے سم جو سینونپہ حسن کی
لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکہی کسکا گلا کٹے
اوسکے ہے آستین مین وہ چہری نی نیام ہے

عاشق مین کچہہ نہ کچہہ صفت حسن ہے ضرور
اُوجسکی خونریزی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جہی تک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین شیشہ جام ہے

پوچہو مسافرونکی نہ کچہہ بود و باش کو
غربت کی چہاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو دیکہ جو دو آستین چڑہائی
لوگون کا ٹھٹھہ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت مین حکم ہے | گر دنیہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوتر پڑھ کے کہین قافلی کے لوگ | کوسونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے | میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کوئی تنگ آزردہ شمع سی | بیٹھے ہین مگر مری دنیکا نام ہے

یہ سخت جان سو گئی ہین اتفاق سی | مرنے کا عاشقون پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہر اک سی رنج فقط کیون نہ مول لے | جز داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا | کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

ملی کی رہِ درازِ عدم مین یہ عمر گ | میت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو | ٹھرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی عین ذبح ہای دل | میری لحد پہ کون یہ محو خرام ہے

کس سی پکارئیگا یہ کس سی جواب دے | دل کا میری لٹی ہوئی بستی کا نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یوں — آیا وہاں نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

واہر تو ہوں کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم

ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہی

شعر

کعبہ مین کون ہی جاتا کہاں خیر تو ہی
خود ہی کو جا جو وہاں تو پھیر پھیر تو ہی

جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہ دیر ہی
برہمن شیخ ادھر آج کہاں خیر تو ہی

ہین حباب لب جو دید تو ہی سیر تو ہی
لوٹتے دیکھتے ہو دل ہین کہیں پھیر تو ہی

راز دل کہتی ہو بیمار سی کچھ خیر تو ہی
نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے
نہ بلائے ہوئے آئے ہو کدھر خیر تو ہی

ہنسے تو آ کے یہان کچھ بھی تو دیکھا واعظ
گھر مین اللہ کی بی سیر ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب

دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکھہ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز سے
دی تجہی کوئی صدا بہی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل بہی الفت نے نہ رکہا بے جواب
دی صدا گل نے شکست رنگ کی آواز سے

آفرین اے زور بازو مرحبا اے جذب عشق
لے اوڑا کنج قفس زور پر پرواز سے

ہم صفیر دیوی غنچہ کیطرح چٹکا ہے جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز سے

غزل ۱۱۱

کون یہ ماہر کے اولنے جو بچھڑتے ہین عبث
ایک ترے بت پر بہی تم چلتے اسی انداز سے

شعر ۹

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بہ دوش آتا ہے

مجہی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا جو غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین مسماز اک ہی ہے بہت
کہو غشی سے کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادہنین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین
ادا سی غش تو کرشمون سہی غش آتا ہی

شب فراق مین رکہتا ہی کب فلک تنہا
غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنی والا
غشی سی مجکو اوٹہانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون آئی یاد اجل
کچہہ آنکہین کہلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۱۸

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہے

شا العر

ذکر دو چشم مست یار اگر دم بہر سے چلے
صف کی صف گر گئی مستونکی بزم مین ساغر چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کرچلے
شب ہوئی احباب اوٹہکر اپنی گہر چلے

اتحاد واقعی ہی عشق کا دم بہر سے چلے
ذکر تیرا آگیا مرہم تیری بات سی کرچلے

نزع مین حسب تمنا مژگان کا تصور کرچلے
وقت آخر اک رگ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکہہ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینے کا مزا بھی اوس سے پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری ناز کا خنجر چلے

جو بتوں کی عشق مژگان مین ہوے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹے در آئے فرق پر پتھر چلے

جادہ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھوں ہی جس راہ مین پانو نکے آگے سر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا ترپنا کچھ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک ایک رگ سطر پر چلے

کم نہین نرمی بھی کچھ یہ سختی سے اہل جہان کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

جھک کے چل ماہر ہر اک سے رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوش آفات سے دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج چاہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ حریص تو نگر مین رہے
کانین کوئی نہ پہونسکے ہیولا سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سفر مین ہی پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوا اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دارونکی صحبت کے بقا کا سبب ہے
لیون نہ رشتہ کی جگہہ ہر دل گوہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سائل سر گردا انکو
آسیہ کا جو بھر پیٹ تو چکر مین رہے

گر کے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے مین
پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی
آپ کے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین حال جوانی کا تہہ و بالا ہو
پاؤن چلنے سے جو رہ جائین تکان سر مین رہے

جلکے غبارے یہ گر نہمین صدا دیتی ہین
آگ دلمین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آکے منھ تک جو پلٹ جائے کبھی ساغر سے
جان ستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے
ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی
سوندھی ہو جائے جو مے بھی مر ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے
پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئے عنبر آئی اوڑھنی پھر ہوا تھا ٹھنکے
چھپ کے پھولو نمین مرا دل نہی جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق
رنگ اوڑی گر تو نہ نکہت ہی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے نگاہون سے زمانیکی گرے
وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق
ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی بھی راہ مین تکلیف نہو
تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا
اونکا انجام یہ ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا
حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیکی پہونچتی ہین سدا
گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھا ئین نہ کبھی تکیے بھی
بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی اونے دکھین کیا کیا نہ مکانمین ڈھونڈھا
اتفاقات سی شبکو جو مرے گھر مین رہے

اذن لیکے اگر شمع سے پروانے جلین
جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین
قلعی کھلجاتی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسنے / جتنے ارمان دل پُر درد سکندر مین رہے

پاس والونپہ تو وہان ورتم ہوتے ہین / ملگئے دل وہین چھپو لونکی جو بستر مین رہے

غزل ۱۲۰

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دستِ سکندر مین رہے

شعر ۲

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے / تنِ انسان مین نہ دم ہو ہوا سر مین رہے

کیون نہ طاقت مین قلت ہو جو پیکر مین رہے / آب گھٹتا رہے مٹی کے جو ساغر مین رہے

ابرو جب تک گردش ہی مقدر مین رہے / ذرہ وہ غلطان نہین دوران کے سر مین رہے

مرکے ہر ست نہ کیون دوسرے پیکر مین رہے / روح نکلی ہی شیشونکی جو ساغر مین رہے

زخم کیونکر نہ ہر اک پیکرِ جوہر مین رہے / زنگ کٹجائے لہو گر ترے خنجر مین رہے

تشنۂ حسن ہو تو صحبتِ دلبر مین رہے / آب بر بند نہ پانی ہو نہ گوہر مین رہے

نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے / آگئے آبِ بقا حق سکندر مین رہے

تو اگر باغ مین دونون کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین تو ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر مین رہے
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدۂ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ حسین ورنہ اوس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہو گر دیدۂ دلبر مین رہے
بادہ بس وہ ہی جو اوس چشم ساغر مین رہے

دل بیتاب مین کیا عیش تھی اے گردون
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گردونکے مین اس ہی غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق ترے ہر گھر مین رہے

کون غواص سے بڑھکے ہے میون شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کون سے تجھے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر مین رہے

پھوٹ نکلی تری آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان انکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ نیزے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل لوٹنی کی آتی ہی گرد کی صدا ‎ ‎ جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیرگئی شام فراق ‎ ‎ چاندنی پھیل کے کیون اب قمر گھر مین رہے

زنگ دور ہوا صفتِ مورچہ جوہر پین ‎ ‎ جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرحسی وہ بھی ‎ ‎ بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آینونکی تقصیر نہین ‎ ‎ دل بھی تجھپر ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی ‎ ‎ تہ نشین درد نکلو نکر مری ساغر مین رہے

تام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے ‎ ‎ کبھی یہ دل کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھول کر دیکھ سکی منہ نہ نسیم سحری ‎ ‎ آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھنیکو وہ آنکھین ‎ ‎ عکس جسطرح سرِ مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تنِ نازک مین نشان پڑتے ہین ‎ ‎ حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے ‎ ‎ بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دی مین نے
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی غنچونکی چٹکنی سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہوکے گل تر مین رہے

او پیچ پیچ اونکو زمانیکی دکھائی کوئی کیا
مدتون آنکھونمین برسون دل مضطر مین رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ غوغہ ہو نہ یہ فریادین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دیے جتنا مجھے گردونکو بھی اوتنا ہو تجھے
عکس داغون کا مرے گر دل اختر مین رہے

رہکے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا سیکھی
تام بچین ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لئے بیٹھے ہون جسکی لئے گھر مین قینچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان وہی تھے فتنۂ حشر
اپنے جو یا مرے ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچکے آنچل چھوڑین
بو کا او لٹا ہوا دم بھی نہ گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آن گئے وہ ایکنہ ایک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حسابِ عشاق — کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے — صدمہ کھینچے تو تشنج رگِ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہی کہ انسان تو کیا پانی بھی — بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سی چھپی چھپتی ہین عیوب — آئنہ پردے مین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکو کسطرح ہم اوس کثرت مین — آپ کھوئے ہوئے ہم مجمعِ محشر مین رہے

آپکی بو نہ بسی رات کے سونے سے اگر — چین سی چین نہ لپٹے ہوئے بستر مین رہے

دلکو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن — آئنہ کی نہ جگہ قلب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہتِ غنچہ کیطرح — آپ ہی کہیی کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہرِ روح جہان ہون تو جگہ کو ورکین — کھیل کر آب نہ کیون اب ترے خنجر مین رہے

جالکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا — سر تراق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری — چاند سا منہ ترا مستور جو چادر مین رہے

یار نے حق مین ہمارے کہا کلمۂ خیر — سب کا منھ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بحال اوسکی ہمیشہ کی تو یہ کہتی ہے — آئنہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود — کیا کہون کہین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فرازآپ نے یون سبکو کیا جلوے سے — جسطرح چاندنی اک چاند کی گھر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سے تمام — جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعدِ فنا حال وہ دیکھے اپنا — آئینہ جب نکوئی قبرِ سکندر مین رہے

آئنہ لیکے کر آئے تو کیا کیا احسان — مین رہا آپ کے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاس خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو — پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اونکے — کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمھین — اپنے گھر مین رہے یا غیر کے تم گھر مین رہے

مجلسِ قبر مین تنہا لیے جاتی ہی اجل — عکس کیا آئینہ قصرِ سکندر مین رہے

کہہ بنایا ہے تو کچھ حسن کو اپنے روکے | آبروِ آئینہ کی ذہن سکندر مین رہے

پتلیان پھر رہی ہین کام مین ہے آمدِ خواب | نیند سا ہو کوئی مہمان جو اوس گھر مین رہے

ذبح مین چاہکی ہو ٹونکو یہ مین کہتا ہون | جان نکلی مری اور دم ترے خنجر مین رہے

وصل کے بعد حیا اونکو نکیون ہے تاری | شرم کی شان جو سمٹی ہوئی بستر مین رہے

بو جو ہے خواب تری ہو تو پڑی کیسے نہ شکن | آخر اوسکا بھی تو تکیہ کوئی بستر مین رہے

ہجرِ ساقی مین یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہو نہ مین سر | جام مین ہے تھا اور ہوش مرے سر مین رہے

چرخ اوسی وہ ہوپ منگوا کے بنا شبنم | گر پسینے کی تری کچھ تری بستر مین رہے

تیرے ہی بوئی بدن کی مین قسم کھاتا ہون | دم نہ میرا تری اوڑھی ہوئی چادر مین رہے

نازنین ہاتھ سے شکنونکو مٹایا جلدی | جب نشانِ وصل کی سمٹی ہوئے بستر مین رہے

غزل ۱۲۱

پلنگ جھولے کی طرح اوسے بڑھے جب ماہر
گھر یون آنکھون مین تو پھرن دل مضطر مین رہے

شعر ۱۰

چمک جو درد کی دل سے نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہی شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آ کر دہل گئی ہوتی
اندھیری رات کھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوائی گرم جو آہون کی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروؤن کی سب نکل گئی ہوتی

نجانے جنبش ابرو مین دل پہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نہ نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین دم مین بہی
بری بھی بات جو منھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تجھ سے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

غزل ١٢٢	وہ آتے نزع مین **ماہر** تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	شعر ١٥

حسن بھی پا تو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون آہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جای شب معراج اب ایسا کیا ہے

یو ہین مرتے ہین مٹو نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نہ سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنہ اوترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون سے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنہ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ رہے ہین وہ بھی
جان کا پیر سے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر کو ترقی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہین و بند نہین ہوسکتین
کھینچکے ابرو نہ کیون ناخن ہلالجائین
جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت

مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہے
جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہے
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہے

غزل ۱۲۳

غم ہی گر خار بنی تھی نہ رگ جان ماہر
دامن تار نفس ہی تری الجھا کیا ہے

شعر ۵

چرخ گونجا آہ پر تاثیر سے
جب بدی کرتے تھے وہ تخچیر سے
کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
وحشیو نکلے عکس کی تاثیر سے
کم نہ تھی چال اوسکی مجہہ نخچیر سے
شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر

رات بولی نالہ شبگیر سے
کچھ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے
ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے
رنگ جوا وڑ جائیگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے ‏ ‏ مغز نکلے ناخنِ تصویر سے

الجھے حلقے اب سلجھین کسطرح ‏ ‏ دیو لپٹے ہین مری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیقِ دنیا سے نہین ‏ ‏ خون جو ٹپکے ہر رگِ تصویر سے

یون تری پلکون نے کی ہی دلمین جا ‏ ‏ جسطرح جھپتا ہے ترکش تیر سے

دشتِ وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب ‏ ‏ برق اولجھی تھی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب ‏ ‏ حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر ‏ ‏ پر کہان جائینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی ونکی شکل ‏ ‏ رنگ جب ملنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا ‏ ‏ باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑادی تیرے وحشی نی جہان ‏ ‏ دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے ‏ ‏ جیسے پانو مین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا نچلے اگر آتا نہیں ۔۔۔ سیکھ لیجئے اپنی ہی تصویر سے

یون مژہ پر مین لیئے ہون لخت دل ۔۔۔ آگ اوٹھائین جیسے آتشگیر سے

میری دل مین دیکھکر اونکا خدنگ ۔۔۔ کسطرح تڑپا گیا نخچیر سے

اشک آنکھون سی مری پونچھے تو خیر ۔۔۔ نچ نچتے رہنا خون دامنگیر سے

ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون ۔۔۔ چپ رہا جاتا نہین تصویر سے

آپ دکھلاتے اگر صورت او سے ۔۔۔ پردے اوٹھتے دیدہ تصویر سے

میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی ۔۔۔ پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴ ۔۔۔ اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح ۔۔۔ کلک لیٹی دامن تصویر سے ۔۔۔ شعر ۲۴

مرغ تصویر چمن سی نہین گرسانے مجھے ۔۔۔ رنگ اوڑتا ہوا کیون سے پر پروانہ مجھے

کہتے تھے شل ہدف کل تو نظر باز مجھے ۔۔۔ آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثل اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہے ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرض موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا یہانکی ہے ناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر در بند بھی ہوتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثل شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثل ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دل مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چپکے چپکے شب فرقت مین نہ کیونکر روون
تیرگی ہوگئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سے ہی شمع سی ہے ساز مجھے

توڑ ناوک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا
تیر انداز نگرتے نظر انداز مجھے

حفظِ بدنامیِ معشوق ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون نہو اب مہرِ سرِ راز مجھی

کان یہ شورِ اسیری سی بھرہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستۂ گیسو سب مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نے رعد کی سنوائی کبھی مجھکو صدا
برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر لیتی جو نہ دیکھی تھی لحد مین کوئی شئی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین افراز مجھی

دل کے ٹکڑے دل سی جو کئے باغ مین مینے نالے
آئی منہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثلِ چقماق کہان جاکے سر اپنے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایرِ بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی
جنبشِ موجِ ہوا ہے پرِ پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون ماہر

غزل ١٢٥	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ٣٣

گھٹ گھٹ کے دل لحد مین کوئی بیقرار ہے
دی ہے زمین نے سانس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد تار ہے
ناوک تو کیا ہوا بھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
جو عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے ہی وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمون کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئینہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین ٹھٹکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے پاؤن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے آئینون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہون مین
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش میں عکس چشم ہے خطِ عذار پر — پامال آہوؤں سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھوں سے دل سی ہیں نئے بتا دی اونچ نیچ — اب وہ عمل کریں نہ کریں اختیار ہے

جھک جھک کے مل رہا ہوں گلے اپنے آپ میں — تصویر ہے میرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر میں ڈھونڈھ کر صفتِ شمع بجھ گئے — دیکھا نہ یہ کہ پاؤں کے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر — ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمعِ مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے — ہے ہے ہی دل کی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہیں غزال نکالے ہوئے زبان — سرمہ یہ کس کی آنکھ میں دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی کب سبزہ و چشم پر ہے دھوپ — گوشہ نشین غزال تہ شاخسار ہے

آتی نہیں ہی کان پڑی عدل کی صدا — ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہیں عجب اک نگاہ سے — قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب میں کوئی شیشۂ عینک بھی تو نہیں — پھر کیوں نظر کسی کی کلیجے کے پار ہے

حد اپنی بعدِ مرگ بھی بھولا نہین جو مین
قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون صورتِ غبار
موجِ ہوا بھی تیغ سرِ رہی کا وار ہے

ہر استخوان مُنھ کو نکالے ہے قبر سے
یارب مرا مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترکِ معصیت
یون بھی تو مشکل الٰہی مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کس ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوسپہ مین
ای دوست تیرا بُعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی
تابوت کا چڑہاؤ لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے
تھمتا نہین ہے ہاتہ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست وا ہے اذن تو مین باریاب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جانا جہان تھا حشر سی خلکو وہ جا چکے
اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

شعر	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	غزل ۱۲۶

چلے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوئے
عجیب سخت جگہ اپنے امتحان ہوئے

بتانِ دہر نزاکت میں پھول پان ہوئے
بڑھے یہ حسن کہ آخر خدا کی شان ہوئے

اوسی پہ چین خمِ زلف کی کمان ہوئے
ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوئے

بسانِ فنا جہان سبکو تری دہیان ہوئے
کھلیں حبابوں کی آنکھیں کہ گلو نگو کان ہوئے

جہاں کے حسن فنا ہو اونکی جان ہوئے
جوانی چھین کے لوگوں کی وہ جوان ہوئے

جہاں پہ بیٹھ گئے گردِ غم زمین بنی
اوڑے جو ہوش مرے سر آسمان ہوئے

شعر ۶۰	یہاں تلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرتِ ملک الموت میہمان ہوئے	غزل ۱۲۷

دل وہاں پاؤں سے نقشِ کفِ پا ہوتا ہے
آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل بغل مین ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے ۔۔ دل کا بس دل ہی سے کچھہ خوب گلا ہوتا ہے

پیر کیون تارکِ طاعات خدا ہوتا ہے ۔۔ دمِ آخر تو سرِ شیخ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر راتکو کیا ہوتا ہے ۔۔ مجھسے سایہ بھی تو پھر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھہ وہ بجا ہوتا ہے ۔۔ آپ آجائین تو پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے ۔۔ سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محوِ خطا ہوتا ہے ۔۔ سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھہ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے ۔۔ دل تو سنتے تھے کلیجی سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بُتان مین جو فنا ہوتا ہے ۔۔ سببِ ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک بوسے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے ۔۔ خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسی خفا ہوتا ہے ۔۔ پھوٹ آپس کی ہی یہان دیکھئے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے ۔۔ وہی کاغذ ہے جو چپٹ کے بھی جدا ہوتا ہے

اِی اجل پاس مرے رکھے یہ کیا ہوتا ہے | دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ہاتھ کا کمان رسم ادا ہوتا ہے | ایک دل ہی کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہد و اونسے جو دم مرگ ورہا ہین دوا | مجھ سے پردہ نہیں محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن اور عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کوئی | بخت او دھر ہو مین اس سمت ہوا ہوتا ہے

سر جی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی صد شکر | تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجیے | کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون منہ کی آواز نہ پہلو سی تجھے | دل مرا یہان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن کے دم نزع یہ فرماتے ہین | آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نکہت | کہین قیدی قفس کو بی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتی ہو سر کو بھی | نزع والے کا کہین منہ بھی ڈھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میرے ہی سطیو رہین وقت آخر | قدم شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر و برق کو رُکے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سونے مین کفِ نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دُزدِ حنا ہوتا ہے

سب اسیرانِ قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سے اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمنِ جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد کے آگے روؤن
رات بھر شمع جو روتی ہے تو کیا ہوتا ہے

کی ہے جرأت تو کہا شوکتِ شاہی کو بھی زور
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خونِ ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہے سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلے سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمع سے نہ شبنم سے تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانیے کیا ہوتا ہے

اوسطرف غیظ و غضب ہین تو ادھر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوزِ الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون سی سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر ہین ہٹاتا ہو نہین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہو نہین بازی اجل مر پٹ کے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تہا دل اب ہے تڑپنے مین کچھ اور
اسل و لٹ پھیر مرے اللہ یہ کیا ہوتا ہے

تپ تو بجھتے بجھتے ہین بوقت رسم ماتم
کوئی ارمان جو مرجائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر کہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھرا آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کرکے سوی باغ گئی کیون مین نے
اتنی ہی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گگونگی ہون وہ ہردم مرگ
تارے کھنچتے ہین جیسے مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگونکی محبت مین یہان زرد ہوئے
رنگ مسموم کا سنتے تھے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینونکے یہ معلوم ہوا
بت جدہر ہوتے ہین اوس سمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون دہر مین مانند حباب
سانس لیتا ہون تو یہ دم تن سی فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تہا جسکا ہوا پرسان کوئی
ہاتھہ بیتاب ہوتے ہین جب خونِ حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے
چتر مین بھی اثرِ ظلِ ہما ہوتا ہے

انقلابون مین بدلجاتی ہی شکلِ شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جامِ گدا ہوتا ہے

جب قفس مین چمن مین رہتا ہون تو دم گہٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

خود بخود آج ہے بیچین جگر سینہ مین
کون یارب مرے پہلو سی جدا ہوتا ہے

واہ رے بخت کے وہ سیر کو جاتے ہین تو کب
دم حبابونکا جب آنکھون مین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

پھر جائیگا آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و مژہ خود بینی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہ مہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ۳۸

تمھاری بات تو تکو دل سنکی کیوں ہنسا نکرے
زبان تیغ تو نکلی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کف نازک میں اونکی جا نکرے
تو چلیوں مرا خون جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشان پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گرکے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ ٹرپکر مرا اکھڑے ہوتا
بٹھا دے درد یکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن ہی یہ کہتی ہی خاک مجنونکی
بشر جہان مین سب کچہہ کری وفا نہ کرے

پسینے پہ جو گرا ایک مین خون عاشق
تو اونکا ایک لہو پانی پہہر ہوا نکرے

میان چشم منین تل نشان پا کیونکر
ہماری آنکھوں مین وہ تل گر پہرا نکرے

وہ میری نزع مین حیران ہین کہ تا کہہ دو
اجل بہی تھم ہو کہ وعدہ پہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گرد انکا رنگ گیسو ن کا
گر آنکہ سی مری خون جگر بہا نکرے

ادہر کو قیس تڑپتا ہے اوسطرف لیلی
خدا ملائی جو دو دل تو پہر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تودونمین نیا دل ڈہونڈ مین
ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نکرے

خیال دل مجھے یاد شن بخیر آتا ہے
چراغ جل کے مری سامنے بجہا نکرے

مثال دانۂ بارود رو کے آتش ہجرن
نہ ہوش اور ہین جو چہک درد کی اٹہا نکرے

مثال دست دعا گر کبہی نظر آجائے
کسیکے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش
اودہو نمین خاک اگر درد دل دہا نکرے

نہ کھدین لٹکی ہوئی گر جبین اشارے سے
یہ پیش قد میان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھونکو دھوئین وہ اپنے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپاؤ دلمین جو باتین وہ منہہ پر آجائین
کسیکا رنگ اتنا کھلی خدا نکرے

نظر لگی ہی ہمین گر تو چشم جوہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری تو کوئی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوشمین پھر اسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گرد بہی تہک کے
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری کٹتی ہوئی لپہ گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب اٹھا نکرے

اگر کے چپکے سی جلبنی پہ تو یہ پوچھولی
خبر کسیکو مری دلکی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح روئی تیغ تری
دہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا مین رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈھلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے منھ پھیر کر وہ رونا کے
کسی نال اسیرِ قفس کہا نکرے

اکڑکے کہتے ہین سینہ پہ ہاتھ شمع کی ہے
انہین گلے سے لگا ہے تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دمِ نزع نہی نہ طی ہو اگر
ہر ایک رگ مر پاؤنکی یون کھینچا نکرے

نہ بوہی چھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حالِ دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نہ دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا نہ دوست سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہین احسان جو نہ نیند اوڑتی
کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹

عدوئی جان سی کوئی تو یہ کہدی اے ماہر
قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے

شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صورت نے بچھو نکہ یا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہہ تربت آئی
جب فتنہ کے سر کتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا کہ تھا اونکھیں چھپکی نوبت آئی
نقش سے چوکی کا بنیاد کر اونکی نگاہ آئی

دل دیکھو نکو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی جو نوبت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی نکہت قیامت آئی

سامنے پردو نمین بھی چھپتی نہیں اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھوں نمین مروت آئی

فرقت گل مین غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سے تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر مین ہجر کے جا گو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰

اپنی تسکین کرے کیونکہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ۱۳۱

بوسہ دیتے تو دیا منہ کی رکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلون تھا تو کیون منہ کی رکھائی نہ گئی
رست بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یونہین بات اوسنے چھپائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دید کی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سے دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سے مرے سر پر دمکین چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شے تہی کہ اوڑہائی نہ گئی

دور پر چھائین رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پر چھائین بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

نہ مسے تربت کی حنا بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جسنسے جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑہایا شفق شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنا ابر لحد پہ مانا
مسکرا دینے سے بجلی بھی گرائی نہ گئی

نہ لیے بلا سے ہوئے آپکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظر ونکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھہ لڑائی نہ گئی

جذب دل نی اثر اتنا تو دکھایا یا تھہ قبر
جب سواری ادہر آئی تو بڑہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
پوری تلوار بھی اک جلسے لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین عجب چال سی وہ
شمع سی قبر پتنگلونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہان وہ بیٹھین سو کے تو برہم ہونکین
باسی پھولونکی کبھی وہان کچھ ادائی نگئی

سچ تو ہے لاشہ پی دفن اوٹھاتی کیونکہ
اونچ نیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
جب زمین دل کی تڑپنے سی ہلائی نہ گئی

سر مرا کوده ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین حسن کی تلوار بجھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتی ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا کیا تازہ اوکر مدام
ایک وہ ہین کبھی مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہیں دنیا میں ہزاروں لوگ
جان ہم میں تو کسی روز نہ آئی نہ گئی

خاک جسطرح جلا کر کیے دل لوگوں نے
ہم سے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تماشا دیے بوجھ
لاش کیوں تم سے مری جان اوٹھائی نہ گئی

نیچی نظروں سے جو سینے میں کھبیں دیکھیں مری جان
زہر میں آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمیں نجانی کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتے اور اونسے نہیں ہم کرتے
موت آئی تو یہاں آنکھ چرائی نہ گئی

کاندھے جو دیگئے ہیں اونسے یہ کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہاں لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روزن تربت سے میں سرکا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

شعر ۱۲	کسکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی	غزل ۱۳۱

ہمیں پیری میں یوں چھوڑا ہماری زندگانی نے
کہ منھ ڈہانپا نقابوں میں حسینوں کی جوانی نے

تجلّی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی نے
کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے
کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین نہ سونے مین بھی ہو سیدھی کبھی ہمسی
یوہین سونا سکھایا تھا انھین خواب جوانی نے

جھلکین گر اولٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بہی جانب
خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی ہی ٹھہری چلتے چلتے آگے تربت پر
نشان کیسا مٹایا تھا ہماری بی نشانی نے

کھلین آنکھین نہ سونے مین بہی نیند اونسی چھوٹین ہو رہی
بھری تھی نیند ایسی اونکی آنکھون مین جوانی نے

یہ حالت تھی کہ منہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے ہم بہی
کلیجا رکھدیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تھی سوکے اوٹھنی مین جو نکلی اشک تن تکسے
بھرے تھی کیا ملکر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی
یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف
لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سلنے سی سرکی بیخبر کچھ بہی نہ تھی سونے مین
انھین بیہوشیون سے سر اوٹھایا تھا جوانی نے

غزل ۱۳۲

کمر خم ہو گئی تھا بنا کلیجہ اپنا ماہر نے
کیا کچھ اسطرح رخصت ہے زورِ جوانی نے

شعر ۹

دم مین ہین قلب و جگر پاؤن سے ملنے والے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو تجھین دیکھا ہو جب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردہ خاکستر مین
چپکے چپکے یونہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا ایک ٹھہر و سی گئی تجھے
او مری قبر سی کترا کے نکلنے والے

ہنسکے رو دی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
پاؤن جب جا لگی رکھدیتی ہین چلنے والے

بو ابھی دوڑ کے یہ دیگئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سکی بچا کر وہ نظر
کچھ پڑا پا کے اوٹھا لیتی ہین یہ چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین ٹھو نزع مین ہون
ساتھ اک دم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھین ہوئے چمن کیون ماہر

غزل ۱۳۳	آج ہین سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	شعر ۱۲

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائین جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال ہی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فرد حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

اولجھہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون مین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو سے بخشے
ہر اشک چشم دُر آبدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یو ہین سیکو دار ہو جائے

مین مثل بارش باران نہ باج بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو اداسی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کے پردے مین سوزش عشق
دھوان جگر کا زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کو ہوا ہوں تمام — زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴

ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کتنی ہے ماھر
نثار راوسپہ ہیشت غبار ہو جائے

شعر ۷۵

حسین فقط اسی تحریک سے سفر میں رہے
بدن سے بو نہیں جو نکلی تو یہ نہ گھر میں رہے

کسی کو یاد کیا خود سے گئے گھر میں رہے
اونہیں بھی دیکھ لو جو حسرت نظر میں رہے

تمام عمر تو ہیں چاک بھی جگر میں رہے
کہ جیسے تیغ کسی سر کی کمر میں رہے

رہے بھی گر تو وہ کن شوخیوں سے گھر میں رہے
گہ آنکھ میں کبھی دل میں کبھی جگر میں رہے

کشش ہی کیا ہو اہر طرح میر گھر میں رہے
نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر میں رہے

نشان الفت ابرو نہ کیوں جگر میں رہے
وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر میں رہے

بصورت گل بازی ادھر اودھر میں رہے
ہمیں تھے وہ نہ سفر میں رہے نہ گھر میں رہے

مثال آئنہ صورت نما جگر میں رہے
حضور ہٹکے بھی بیٹھے تو میرے بر میں رہے

چراغ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے — بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرح سی کہ گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے — کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون آوے — لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی — مگر وہ ہاتھ ہین یہ جنکو جو کمر مین رہے

اسیطرح سی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین — کہ جسطرح سی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل تیری دل کی چھپی تہا — سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد — چمن چھٹا تو کلی بھی مری پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کٹجائے — اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری — کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کو پیچ کیا ملتے — بچے جو زلف سے کچھ بل وہ ہی کمر مین رہے

لحد مین گر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن — نفس کیطرح سی گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ اینڈیو نہ اشارے سے ٹڑ گئے گتی ہین بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودائے زلف سر مین رہے

قفس مین لپکی نہ کیون آئین چھوٹتی کلیان
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کہو یہ چاندنی سی یون نہ آسکیگی کبھی
مثال فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک کے بلا مین نہ لے مژہ کیونکر
وہ فتنہ ہے جو تری چشم بد نظر مین رہے

مجال تھی کسی سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دست زلف تہی جو بال سی کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شب شباب کٹی خوف روز پیری مین
تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آب روان جو بخت مجھی
روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال ناز کیون سی اب اونکا پہونچا ہے
چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

نہین نظارۂ چشم سیہ سی جائی عجب
مثال میل جو سرمہ مری نظر مین رہے

ہتا ہی سوز جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلین نہ وہ نہ دھمک اسطرح لگی سر مین رہے

شب وصال اگر جاگے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

بقا اوسی توانسانکی ہی مثال حباب
ہوا جہانکی نہ کسطرح میرے سر مین رہے

حضور اور رونکی رونے پہ اتنا کہتا ہون
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی کے دکھ سے دکھ ہو مجھے
دبے جو پاؤن سی کانٹا کھٹک سی مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی گر مرے آگے
شرر کیطرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہ ہونے دی پوری
وہ آدھے رہ گئے جب آکے میری گھر مین رہے

ہمین رکھکے دل کو تہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دکھا کے شمع یہ کہتا ہون ہنسنے والون سے
یونہین جو دل کو جلائے وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد مین ہی دبنے مجھے
صدا کیطرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو یوں ہی شے بھی تھلجائے خاک اگر مین ہے

ملا ہے دل سہی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
ہمیں یون آنکھون نہیں آنکھین نظر نظر مین ہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان کیون سحر مین ہے

نکل چلے کبھی جو بیہوش ہو گئے گر اونہیں لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن مین ہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو جو نہ سکے بہلائے
جو خود نہ بجھے ہوئے تیور سے سیر گھر مین ہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہ جائے
جہانکی نیند جو اوس چشم پُر نظر مین ہے

یہ سر کو کھینچ کے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین ہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین ہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہ ہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین ہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین تھے کہ رہگذر مین ہے

اوٹھائے سر کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوؤنکی یہی حالت ذرا نظر مین ہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کیہر نہین
خودی کو چھوڑ کے آئے تو میر گھر مین ہے

حضور حسن و محبت بھی ہی طلسم کوئی
کھلین تو دانت ہنسی مین حجاب گھر مین ہے

نزاکتو نہین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین ہے

چھڑا کے قید سے لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر تھے اولجھکر قفس کے در مین رہے

قدم سے آئے خانہ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نے ہر جائی کر دیا تمکو
ادہر تو گو دہین بیٹھے ادہر جگر مین رہے

نجانین گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑے ہوئی آج
چلے پھر سے اٹھی لین اسی جگر مین رہے

نہ جان نے کبھی جگہ قبر تنگ مین پائی
ہمین تھی وہ کہ قیامت تک ایسی گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آ جائے
گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئینہ کی طرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شئی کی رُک گھر مین رہے

کتاب کھنچلی شکنجے مین کتنی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح جلکے بھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا　　اجاڑ کر کے مجھے آباد اپنے گھر میں رہے

ہوں مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان　　مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر میں رہے

وہ عکس آئینہ بنکے مرے ہوئے مہمان　　چھٹے حباب ہی سے جو دیکھی تو میرے گھر میں رہے

مثال تار کھنچے خنجر میں کیا سرکش　　کشیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر میں رہے

سلامتی سے ہیں غربت پسند ایسے آپ　　رہے نہ گھر میں کبھی یا رہے تو بر میں رہے

حضور آئینہ میں دیکھیے کچھ اور بھی تو　　وہ آپ ہیں جو بچھڑ کے بھی جگر میں رہے

مثال سالکِ کشتی مجھے یہ حیرت ہے　　قدم جو گھر میں میں رکھوں تو گھر سفر میں رہے

یہ سر میں توڑ کے کہتا ہے خار شانہ جنون　　قدم کا خار قدم میں تو سر کا سر میں رہے

دمِ حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا کیا　　یہاں یہ حشر ہوا آپ ادھر ادھر میں رہے

نفس کے سینہ ویراں سے جب قدم اکھڑے　　کہا یہ دل نے ہمیں تھی کہ ابھی گھر میں رہے

پھرا ہوا ہے یوہیں مجھ سی خانۂ ویران　　کہ جیسے ایک اداسی تمام گھر میں رہے

غزل ۱۲۵	کچھ اسطرح سے بجھا ہے دل اندنون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۱۰

کیونکر بہے رگون نہین لہو جوش مار کے ——— نشتر پڑے ہین جو موج ہوائی بہار کے

گرہین یہی عروج جنون بہار کے ——— اکدن شفق نہین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے ——— پانی دیا زمین کو تو مجھپر اوتار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے ——— قصے ہوئی تمام چڑھاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سرا و نیز اوتار کے ——— پردے گرہین نہ پائیسی کیون اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھ بیقرار کے ——— یہ غنچہ استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کئے چراغ ہماری مزار کے ——— خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

پچھتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے ——— تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے ——— چھلکے ہوا نگمر دکا جامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی یو ہین جاتے ہین جادہ پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
پنکھے چلے جبا تمین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخمہ ہین مطرو
قرعو نکا جو سبب ہادی ہر نفس تار کے

دل نازنین پنی ہین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان نہ مین بھی ہون
بازو بھری ہین وہ مجھی تلوارین مار کے

پہونکی ہوا نے کان جہین کچھ فنا کی بات
اوٹھہ اوٹھ گئی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشون پہ جو چاہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا بھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد اونکی تو ہے لینے کے شوق مین
مضراب دوڑ کے جاتے ہین جا پہ تار کے

دیوانے بیخودی مین پہنتی ہین بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین اونہین کے ہاتھ کے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

چھپ جائین کہین نہ جوہر آئینہ کے جگر
ہین بیچ مین یہ کس نظر زہر دار کے

اسنے تو کوئی کی تھی نکی بہای فشار | کیون میر آڑے آگئے تختے مزار کے

کھلواؤ منہہ نہ قوت بازو کو رہنے دو | کاٹی نہ رات ہجر کی تلوار یار کے

گر یاد عادتین ہون تو شانہ ہلا دو تم | کچھ سو رہے ہین چین سے مہمان مزار کے

سبزے کو ہے بساط بچھر اپنی جرا خیال | رہنے دین گریہ دور رونے والے مزار کے

دہان حسن سبزہ ہو گیا یہان نگلون گئین | پھیلی جو زہر سرمہ دنبالہ دار کے

ہو بیچ دخم غبار کی سلے سی ہو اخبر | ڈہا پہنچے ہون کہین یہ مرجسم زار کے

اتنا تما بس وجود و عدم مین ہمارے فرق | پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے | یہ کچھ اشارے ہین طلب احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منہہ سی کوئی باغ مین کبھی | مین تھک گیا قفس مین گلو کو پکار کے

اتنا ہی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا | جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے ادہر ادا سے وہ | جب پینگ یاد آئے دل بیقرار کے

کہنہ لحد پہ بھی مجھے آنیکی ہو امید
گر گل کے کچھ کھلین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہان مین چین کو جا کسطرح کہین
پھیلے ہوئے تھے درد دلِ بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھینچ کھینچ کے جان آئی تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

ای شب مین ایک چار اندھیر مین کیا کرون
دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائی غم اوٹھین سیج بھی نجوم چرخ
پھول اوڑ گئے ہوا سے جو میرے مزار کے

گستاخیِ ملائکہ پر مین سنے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگانِ عشق پہ بارش مین وہ کھلی
نشتر بھری تھی دل مین جو ابرِ بہار کے

وحشت مین دل ہما سے چکا ہے لحد کا سنگ
ہٹنجائین لوگ پاس سے میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا ان ہو جو مینخانین کبھی
خود جوش بادہ لاہین شیشے اوتار کے

ای آرزو نکلکی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھیہی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود ہی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ ۔ ملتے ہین کچھہ اثر نظرِ زہر دار کے

ہمراہ بوی غنچہ کرو تم بھی سیرِ باغ ۔ قفل کھلگئی ہین طلسمِ بہار کے

مین نے عجب نگاہ سے دیکھا نشیبِ قبر ۔ نزدیک لوگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک ۔ کیون دل مین گھر کیا تھا زمینِ مزار کے

دشمن یہی ہین تمہارے سبب اعتبار ہون تو سہی ۔ بازو تو بھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نے بلائین جو بیکس کی قبر کی ۔ رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہِ خلق سے پنہان ہوئی ہوا ۔ نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشتِ عمل سے خود اونگلیان ۔ پھندی سی پڑگئی ہین غمِ مضراب تار کے

آنکھین مرے لحد سے پھرین آئنہ سی بھی ۔ بیٹھے سلامتی ہین جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار تھا ۔ یہ بھی ہین طرفہ درد دلِ بیقرار کے

کیونکر رہ غنا کا نہ مطرب ادب کرین ۔ مضراب سے سرجاتی ہی جادہ پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک مین — نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

رنج فشار اوٹھا کے جو سینہ ہلا نہین ہے دل — چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تجھ سے مزار کے

کرلے نشان پاکے کسی وضع کو پسند — نقشے زمین دکھاتی ہی تجکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ — پردے اولٹ دیے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر نہ بیچین ہو عقرب ابرو مار زلف — آفت ہین نیش سرمہ دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردگان خاک — پانی پیا زمین نے تو مدفن ابھار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا — دہوئی وہ پاؤن سرمہ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھ جو گوشزد — زخمہ ہٹ آئے چوم قدمونکو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا — اب کیا تو دیکھتا ہی قفس کو اوتار کے

اہل غنا مرین تو سمجھ یہ بھی مکر ہے — دم ہے سقوط نبض پہ بھی تن مین تار کے

آیا ہون طی ارض جہان کرکے تا لحد — کتنے ہین پیچ و خم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سے مانگین نہ سب پناہ
پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہمتو ہین پی نصیب پسینہ پیا کرے
دھو دھو کے پاؤن سرمۂ نبالہ دار کے

آفت ہو کر رہے مرے اشارون مین انگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہو او نہین مو بدن کہین
گر کھائے نشترونکو اگل دون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کوئی دم مین شکنجے مزار کے

اس چین مین بھی تو دردہی تہ تھا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائینتی ہے پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی کے مجھے دے رہی ہے ندر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکا دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے پھر بخیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین ہین بھی تن مستعد
تم ہی سدھارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶

ماہر کو صور حشر کی بھی کچھہ خبر نہو
سونے دین گریہ دوڑنے والے ادہر کے

شعر ۱۴

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھہ تو اہلِ قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محوِ بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین رہے کسیکے تو دلمین یہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تہی کہان رہے

دیدین ہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پہیرین نہ گر تو درد ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے یہ کہکر قفس مین مین
تنکا یہان رہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہانسے کہان رہے

ہو تمکین ہواسے منزوی خانۂ حباب
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

ای قبر کسطرح سے لگایا تہا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بخط سا
سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مرشونکا ہے زندہ تجھی سہی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام ونشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط اس کا ہے سبب
لیکن اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اوٹھکے زور مین یہ درد دل مرا
یا مین رہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوؤنکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یون ہی مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑنیکے جا کپہ ہر سو نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۲۷

دُودِ جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۴۳

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستو نکے قلب صورتِ انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل ملگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین ہمسے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول غنچۂ شیدا اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکہا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچون کے دل گلون کے کلیجے الٹ گئے

تمام اونکا پنکھڑی ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھکے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیارے ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سے پھاہے لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی محلسرا کے بھی پردے الٹ گئے

تنگی فضاء باغ جہان جبہہ کھلگئی
بو کے بھی پاؤن پہیلنا ہو جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
اونکے ہمارے نصیب کیدن الٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے الٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مگر کیف شراب مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہے اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ نے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے
بو کیطرح سے جس سی ملے وہ لپیٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ
پھیلے ہوے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار ہے یہ ریاضت کے رنگ ہین
قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سی یوہین منتخب ہوے تو
جیسے اوٹہا کے زخمِ تبر نخل چھٹ گئے

اہلِ ریاض سی نہ لڑا انکو سہل جان
دہقانکے پاؤن کھیت سے کس طور ہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہہ بھی تھی
ٹکڑے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہوون
سودا بکا تو دام بھی بایع کی ہٹ گئے

کیا شئی ہے قوتِ بدہی کہ سمجہا اوسی بھی لطف
شعلے سقر کے مجھسے جو بڑہ کر لپٹ گئے

مجرم وہ تنہا ہوی جو مری حشر مین پکار
بیجرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی دورِ فلک مین نہ زار ہون
جب چرخ پر چڑھے تو نگینے بھی گھٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی
دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنونسے اوٹھی اونپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی مین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رُکے
اہل گنہ کو جسنے ہٹا یا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائینگی رنگ اکدن حضور
غنچون کے دل نسیم سے آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بلبلونسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلونکے گوشت کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانونپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھون نے دکھائی جہانکی دل
اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا نجانے کیا گل و بلبل مین صبحدم
طائر تمام پنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ ہو تو لطف ہا دیکھئے ضدین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہ سخت ہو گئی
سو تمین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی ترسی نگاہ سے
پردے سے جو بھرے ہوئے بیٹھے تھی ہٹ گئے

ای عیب پوش حشر مجہی بھی ہو کوئی حکم
اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاک پریشان نے رو دیا
جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین کٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین اور رقیب
پر چھائین کو جو دیکھکے پر دیمین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آگیا
بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

ماہر غزل نہ کہکے یہ سنتا ہر اک سی کون
خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان ہٹ گئے

غزل ۱۳۸ — شعر ۷

دلو نکا درد نہ کسطرح ہو بیان نکے لیئے
زبان مرگئے لئی ہی مزا زبان کے لیئے

فروغ شمع نکیون ہو مرے بیان کے لیئے
گھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہاں نکلے عیش نہ کیوں غم ہوں اک جہاں کے لیئے | کہ دور دور ہے گردش ہو آسمان کے لیئے

یہ حد تھی سیر ہے پر کنے کی بوستان کے لیئے | قفس کی تیلیاں لایا ہوں آشیاں کے لیئے

یہ کم تھی بات تپنگونکی سوزِ جان کے لیئے | زبانِ شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیئے

پھڑک پھڑک کی رہا یوہیں بوستان کے لیئے | کہ تُجھ قفس کا بھی کھلنی لگا فغان کے لیئے

نصیب سوختہ وہ ہوں کہ وہ بھی برق بنی | جو لاؤں تنکے بھی تنکا میں آشیان کے لیئے

فلک میں برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا | تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیئے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی | یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیئے

اوسیکو ہو میں دیکھا اوجڑتی آنکھوں سے | جہاں میں تنکی چنی تھی آشیان کے لیئے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتوں کی | زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیئے

خدا کی شان کہ ہوں سیر عکس داغ نجوم | مجھے جو دے وہی موج آسمان کے لیئے

میں آتش فاسقی ہونگا لحد میں اور رفتا | نشان کیوں سے مٹتے جاتے ہیں نشان کے لیئے

ہے ایک تو گل باغ بھر میں ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیے

ستمگر و ستم ایجادیاں چلی جائیں
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیے

جگہ نہ چھوٹے نگلنے دے نام کو اپنے
سکون مضر نہیں چلتی ہوئی دکان کے لیے

اونہیں میں جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوڑ گیا سبکو اک جوان کے لیے

اوسی سے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیے

نہ ساتھ دیں مرا صیاد گر تو کیا ہوگا
ہزار سیر قفس بیٹھی ہیں فغان کے لیے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے کو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیے

نہیں مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیے

اوسی سے کھل گیا حال قفس مرا سارا
پر و نہیں تیلیاں اٹکی تھیں جو نشان کے لیے

ہماری سایہ فگنی بھی رخ ہے سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند اُستخوان کے لیے

زبان غیر چو خوش ہو وہ کون ہیں اے موج
زبان پا کے تپا ہو ہمین زبان کے لیے

شب فراق میں لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کسی صیاد
پھڑک رہا ہو ہمین اس طرح بوستان کے لیے

چمن چھپا بھی تو کب ہے مجھ سے واحسرت دل
کھلا تھا منہ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

شعر ۳۶	قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے ماہر فگار دل ہو مرا بھی ہو مین زبان کے لیے	غزل ۱۳۹

صاحب کمال بھی تو گر سنہ یوہین رہے
خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند ہمین تپاک ہوگے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہ یہین نا وہین رہے

نامی بھی نا ہوئے کہ مقابل ہمین سے رہے
جیسی نگین ہی کلہ پہ کلہ نگین رہے

ترتیب مین ہم کہین ہین اعضا کہین رہے
پیاسے تو پھیل پھیل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد یہ غمین کہین رہے

جو جسجگہ ہو چیز تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہین کہین ہو اور دل کہین رہے

گر بندگی نہ عادت اہلِ کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشانِ جبین رہے

پامالیون کا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبار جسم کے جہانمین کہین رہے

ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہی ہمارا حال
شہرونمین کہ پھر کے کبھی صحرا نشین رہے

زخمِ جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہلِ جہاز سے تو سنا حالِ بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگِ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکم بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ سے بھی جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیون کی قدر ہے اے اہلِ بزم و ا ء
بیرون حدِ حلقۂ خاتم نگین رہے

ای دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح	مین بھی وہ ٹھون جو بیچ مین پردہ کہین رہے
آخر زمین پہ لائی ڈبو کر ہوائی دل	کیون اتنا شوق پر مین سفینہ نشین رہے
تنگی مکان مین شمع کو چھوڑیئے اہل نام	تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے
گشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین	گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے
گذرا ہے دل مین کسطرح سی خیال زلف	کیونکر نہ کوچۂ رگ جان عنبرین رہے
شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح	آنکھون مین آپ ہو تو جگر آتشین رہے
چھوڑین مکان تنگ نہ اصحاب نام	تنگا کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے
پھونکا تھا کچھ ہوا نے حبابون کے کان مین	دریا بھی کیون نہ موج سی چین بجبین رہے
اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کچھ اہل بحر	جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے
ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے یہ ملا	خود بھی تباہ موجۂ دریا جبین رہے
آگے ہی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی	آگے مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

نامی ہوں اختیار میں تیری محال ہے
اتنا مجھے لے ہاتھ کے باہر نگیں ہے

ہم سے فقیر گھر کا نشان کیا کسی کو دیں
سایہ کی طرح گاہ کہیں گاہ کہیں رہے

بے گنبد فنا کے ڈٹا رہے ہیں جشیان قبر
یا ہم تڑپ تڑپ کے رہیں یا زمیں رہے

کیوں پھر نہ سب کریں ہما جان نام
شاہوں سے بھی تو منہ کو پھیرے نگیں رہے

نہ ہو تکلفات نہ ہو بد مزاج نام
چھوا کیوں نہ تم نہ چڑھی آستیں رہے

کہتے تھے پی دہان کو زیبا نہیں غرور
لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہیں رہے

قاتل سمجھ کے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے
دیکھو مری لہو سے الگ آستیں رہے

ای عشق کے مزے جگر آتش طرح سے دکھا
دل میں جو درد ہے وہ دہن کا وہیں رہے

نکلے تلاش رزق کو آخر عیوض بھی
اللہ کے فقیر جہاں تھے وہیں رہے

غزل ۱۴۰

ناصر کو قدر درد ہے ہیں اشک بھی عزیز
تار صدف کی آنکھ کا دُر ثمین رہے

شعر ۹

تمہاری بر ُوی پر ُمو سا ہی ستمگر بھی — یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی — سفر مین ہی ہی سفینہ پڑے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی — پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھایا جذب تو ای حلق خشک تر بھی — سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا یہ ہو چھوٹے نہ ہاتھ دم بھر بھی — تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر — سحر کو ہوتی ہے تیرے نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب جو بشن پھیر مین کیا — کہ منہ کیطرح سی گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنونکا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا — کہ مین بھی غش مین ہون بیدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین — گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر — کہ ہے نظر مین گرہ باز بی کبوتر بھی

ہمارے خون سے اتنی تو اونچین جان پڑی — کہ مثل پشہ اوڑین نشترونکے جوہر بھی

نہ کم سنی میں وہ نہین کسطرح غش آجاتا
لہو کو دیکھہ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ بعد ذبح مری ہوگا اک وہنین کو ملال
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون نکیون ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو لکھو مین تو تنکی چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے نہ مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھر اکے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑنیکی حد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھکی فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ مجھسے کرچو کہین عتبے شیان تیری
کھڑا ہو نہین بھی ترے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جنونہین کیون مرے فصاد کے نہ ہوش اوڑین
رگونکو دیکھہ کے کچھہ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوؤنمین جا کے دل بلا مین پھنسا
نہ کہائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

انہیں کے بوسے سے نا کام دل ہوا ہی نصیب
لپٹ گیا لبِ نازک سے جسکے ساغر بھی

یہ کیا مری غلطی تھی نہ بجھ سکے کہا یا رب
کہ ہٹ کے ٹھہری ہی موجِ سلسبیل بھی اور تشنہ بھی

تمہاری بو بدن سے نہ کیوں ہو نہیں تجھ سے
لپٹ گیا ہے خود اپنے آپ بستر بھی

چلو نہ تمنے لیا ہوگا کھوئی دل کو مرے
یوہین تھا نام فقط دلربا بھی دلبر بھی

قریب تھا تری رحمت اگر نہ کام آئے
بچھڑ گئے ہوں شفیعانِ روزِ محشر بھی

مری حساب مین سختی جو پیش آئی ہے
کھڑے ہین سر کو جھکائے سب اہلِ محشر بھی

یہ کس کا حال ہی کہتے ہین نیند مین شبِ وصل
ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہی چشمِ اختر بھی

یوہین رہینگی دھلکتی رگین گر ای فصاد
تڑپکی طرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئے تھے جہان
اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلبِ مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہو گئی جو اونکی مژہ
ٹھٹک گئے مری بگڑی لہو سے نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسونکا ہے اثر سارا
کرے شرارت کو کیون سمائین صرصر بھی

تنگ دیکھے شاکی ہون آسمان کا مین کیا
زمین آپہ کے تو پانی ہوئے ہین پتھر بھی

ہمارے قتل کی اک بحث تھا لوگون مین
اولجھہ رہے ہین ہمم خنجر و تیکی جوہر بھی

پکارون کھوئی ہوئی دل کو کس لقب سے اپنے
لہو کی بوند بھی کہتی تھے قلب مضطر بھی

ہماری سوز دروں سے دم جنون یہ حال
لہو بھی آگ ہے لوٹے رہا ہے نشتر بھی

جواب کس سے دم پرسش گنہ پوچھون
کہ دم بخود ہین شفیعان روز محشر بھی

ردا کو رک کے کرتے ہین جھسی بات وہ جب
جگر کی آڑ مین روتا ہے قلب مضطر بھی

غزل ۱۴۱

فساد خون سی مرکچھہ عجب نہین ماہر
رگونکا منھہ بھی کھلے اور زبان نشتر بھی

شعر ۵۴

یہ حال شاک دل حزین ہی شمول سی جوشش بحر جین ہے
جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہہ نشین ہے
جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبار لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پکّی ہوئی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خودکشی کہین ہی سنگ بھی دم بخود نہین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وصفِ حُسنِ صورت نگین ہے

مٹانا آسان مرا نہین ہے کہ نام عین خطِ جبین ہے

فلک کا رگ رگ مین زہر کین ہی جو داغ ہے نیلمی نگین ہے

ہماری ہمّت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اُس حُسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

مثالِ نشانِ ہوس نہین ہی کہ کثرتِ زخمت پر حزین ہے

ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

یہ تنگیِ خانۂ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجب نہ سوفِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھ لے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھ لو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشانِ دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

لیا ہے جسنے تجھے یقین ہے ابھی گیا ہے نہین کہین سے

اوسکے ہین عیب بھی ہویدا کرے جو دنیا مین نام پیدا

اوسی پہ ہین جوہری بھی شیدا جہان مین جو سادہ رو نگین ہے

محیط عالم ہی قفل دنیا نہ کھول تو نامیون کا پردا

پئے گدائی جو تو پیالا وہی ترے دامن نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہان کہ جسقدر رہی ہے ایجان

خیال اصلاح اوسپہ نادان جو خط پیشانی نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پائے کہ نام کے ذکر کچھ نہ آئے

جسے کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل سی اوترا ہوا نگین ہے

جو تو ہو کسب ہنر پہ شیدا کمال تجھ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانین کیسی ہی رسم عالم وہ کم ہے جسکے ہین قدردان کم
اٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل ہی دلگین ہے

وہ دل اُمیدون کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتون کا مدفن
کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب ترتبی نگین سے ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی مین حرف آئے
جو چاہے باتین بھی اب سنائے کہ دلکو پتھر کیے نگین سے ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے نامیونکو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبرِ خاتم کہ جسکا سنگِ لحد نگین ہے

عجب ہین بیدرد اہلِ عالم جنہین نہین نامیونکا بھی غم
جسے سمجھتے ہین ظرفِ خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تہا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی حسین کا کہ پیری آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ مین نہین ہون وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچے مین جا کے ڈھونڈھا

کہین تپا اوس دلِ حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجومِ ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی حسین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میت جو یوہین رکھی نہین فلک سے جگہہ گلے کی

نہ جسے چھتین دو پچکی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان ہین کیون ہون نہ ہین خطر ہین کہ ہی دوات و قلم نظر ہین

قدم تو رکہا ہے مین نے گہر مین سفر کا ہنگام بہی قرین ہے

ستا کسی کو نہ پاکے بے بس دبے نہ کیونکر غریب بیکس

سمجھ تو او منعم سخن بس کہ ڈر سے سمٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور وتک کے غم سے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل رہی ہین

جنون وہ ہات اپنے اٹہ دے ہین کہ غارتکا خود آستین ہے

کیا تہا جب مین نے دلکو رخصت کچہہ ایسی ہی سینے کی تہی حالت

جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچہہ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تہے لپکے جگر مین وہ رہگیا ہے ٹپکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہون نہ کیون مین گھر سی سنبھلے دل راہ مین کہین ہے

لحد مین ساکن ہین کون نے لو لکھو یہ شبنم سی تو بھی رو لے

اندھیرا پھیرتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑی ہوئے مکین ہے

نہون نہین ہین جو رہنے والے چھتین تو ٹیچھی ہین دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر ہی ڈھنکے تو کیون نہ رہجاؤن سب کی سنکے

سنا یہ پہنا جو رخت پہ جنکے چڑھی ہوئی کسپہ آستین ہے

یہ کہتی ہے جلد دستِ منعم دیا نا اوسون کا جب ہی لازم

چڑھا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین سے ہے

نہ سوز دل کی وہ سوزشین ہین نہ خارِ غم کی وہ کاوشین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین سے ہے

عروقِ پیری مین جو عیان ہین اُنھین مین دُنیا کے سم نہان ہین
کہان یہ ہاتھونکی جھُریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کہین کی رکھی
بندھی جو ہے بعدِ فصد پٹی مجھے وہی مارِ آستین ہے

ارے غضب کس پہ آرہا ہے تجھکو کسکو ستا رہا ہے
جو تو نے کو دبا رہا ہے چڑھائے تیوری خود آستین ہے

حباب سے دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین
کرین حبابونپہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دورانِ مہر و مہ ہون گئے ہون صدملال گھہ ہون
کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ جس لغل تین ڈالے اوسیطر قلعہ دل حزین ہے

فشار یون مجاو ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے

کہین سی سنگ لحد جھکا ہے کہین سے اوبھری ہوئی زمین ہے

نہ دید کیون مرکے اونکی چاہین ہین لاکھ پیدا نظر کی راہین

کبھی جو نکلی تھین ترچھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھر وہین جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سد ہارے

جھکے ستون نی کئی اشارے مکین ہمارا اتہہ زمین ہے

فشار کیا یوہین سہگیا ہون نجانے کیا منھ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

لگی ہے آگ جل رہا ہے تمام تڑتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھون سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے نئے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جنو د عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منھ نہ پھیرے

لحد مین اک پسینے کو میرے بھانکی سمٹی ہوئی زمین ہے

اثر جو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے

کوئی نہ یہان ہمسے بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض دریائی کرم	آپ ہین سر حلقہ اہل سخن قیل و قال
آپکی تعریف مین ہم ناقصونکا ذکر کیا	عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پہ لال
کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا	بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہی امر محال
وہ صفا بندش مین جیسے آب گوہر مسار	شوخیان مضمونکی وہ جسنے خجل چشم غزال

مدح میں بیساختہ دشمن کے کھل جاتے ہیں لب	حق اگر پوچھیں اسی کا نام ہی سحر حلال
سرزمین ہند پر اب تک نہیں پیدا ہوا	آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

سال تدوین صحیفہ لکھیں کیا کامل رقم
آسمان فکر ماہر نور پیدا رین کمال

بخط خاص بندہ راقم محمد تقی خورشید رقم



اعلان

...ین پر تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمیٰ بہ خزینۂ خیال کہ حق تصنیف اسکا مصنف نازک خیال رنگین خیال فرمائے خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائیں کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے۔

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ اور بیرونجات مع محصول و دلیوری دو روپیہ۔

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط خفیف بسیاہی خام نہ ہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں۔

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ جوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب داروغہ سرکار شریعت مدار جناب سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

اطلاع

ناظرین تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمّیٰ بہ خزینۂ خیال کا حق تصنیف اسکا مصنف نازک خیال رشک فراز خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بے مقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرو نجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائیں۔ کیونکہ حسب قانون ایکٹ

(۲۵) ۱۸۶۷ء یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ؎) اور بیرو نجات مع محصول دو روپیہ (عہ) اور جو فرمائشات شہر لکھنؤ مطلوب ہوں طلب فرمائیں انشاء اللہ کفایت سے روانہ کیا جاوینگی اور جو کتاب طبع فرمانا منظور ہو حقیر سے بذریعۂ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے اور اچھی طور سے طبع کرا دیجاویگی مگر شرط یہ ہے کہ اصل جو روانہ کریں وہ نسخہ صحیح ہو [illegible]

مثنوی معراج المضامین مصنفہ سید محمد اسمٰعیل [illegible] متخلص بہ منیر کہ جسمیں تاریخ ولادت و شہادت و معجزات حضرت رسول مقبول سے تا حضرت صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ منظوم ہے بھی موجود ہے اہل شہر کو ایک روپیہ (عہ) اور بیرو نجات مع محصول و ویلو ایک روپیہ چار آنہ (عہ؎)

نوٹس — جس نسخہ پر مُہر و دستخط خفیف بہ سیاہی قائم ہو وہ [illegible] خریدیں

راقم

دار و غہ سید محمد ساکن لکھنؤ جوہری محلہ متصل کوچۂ حکیم شیخ علی محمد صاحب

داروغہ سرکار شریعت مدار جناب سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ